تیسری زبان کی درسی کتاب

دوٗر پاس

(نویں جماعت کے لیے)

4923

विद्यया ऽमृतमश्नुते

एन सी ई आर टी
NCERT

نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ

© NCERT
not to be republished

4923- Door Pass
UL3 for Class IX

ISBN 978-93-5007-128-1

پہلا ایڈیشن

اکتوبر 2010 آشوین 1932

دیگر طباعت

دسمبر 2012 اگہن 1934
اپریل 2019 چیتر 1941
اپریل 2021 چیتر 1943 (NTR)

PD NTR SPA

© نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ، 2010

جُملہ حقوق محفوظ

- ناشر کی پہلے سے اجازت حاصل کیے بغیر، اس کتاب کے کسی بھی حصے کو دوبارہ پیش کرنا، یادداشت کے ذریعے بازیافت کے سسٹم میں اس کو محفوظ کرنا یا برقیاتی، میکانیکی، فوٹو کاپینگ، ریکارڈنگ کے کسی بھی وسیلے سے اس کی ترسیل کرنا منع ہے۔
- اس کتاب کو اس شرط کے ساتھ فروخت کیا جارہا ہے کہ اسے ناشر کی اجازت کے بغیر، اس شکل کے علاوہ جس میں کہ یہ چھاپی گئی ہے یعنی، اس کی موجودہ جلد بندی اور سرورق میں تبدیلی کرکے، تجارت کے طور پر نہ تو مستعار دیا جاسکتا ہے، نہ دوبارہ فروخت کیا جاسکتا ہے، نہ کرایہ پر دیا جاسکتا ہے اور نہ ہی تلف کیا جاسکتا ہے۔
- کتاب کے صفحہ پر جو قیمت درج ہے وہ اس کتاب کی صحیح قیمت ہے۔ کوئی بھی نظر ثانی شدہ قیمت چاہے وہ ربر کی مہر کے ذریعے یا چِپّی یا کسی اور ذریعے ظاہر کی جائے تو وہ غلط متصوّر ہوگی اور ناقابل قبول ہوگی۔

این سی ای آر ٹی کے پبلی کیشن ڈویژن کے دفاتر

این سی ای آر ٹی کیمپس
شری اروندو مارگ
نئی دہلی - 110016 فون 011-26562708

108,100 فٹ روڈ ہوسڈے کیرے ہیلی
ایکسٹینشن بناشنکری III اسٹیج
بینگلورو - 560085 فون 080-26725740

نوجیون ٹرسٹ بھون
ڈاک گھر، نوجیون
احمد آباد - 380014 فون 079-27541446

سی ڈبلیو سی کیمپس
بمقابل ڈھانکل بس اسٹاپ، پانی ہاٹی
کولکاتا - 700114 فون 033-25530454

سی ڈبلیو سی کامپلیکس
مالی گاؤں
گواہاٹی - 781021 فون 0361-2674869

قیمت : ₹ 60.00

اشاعتی ٹیم

ہیڈ، پبلی کیشن ڈویژن	:	انوپ کمار راجپوت
چیف ایڈیٹر	:	شویتا اُپّل
چیف پروڈکشن آفیسر	:	ارون چتکارا
چیف بزنس منیجر (انچارج)	:	وپن دیوان
ایڈیٹر	:	سید پرویز احمد
پروڈکشن آفیسر	:	عبدالنعیم

این سی ای آر ٹی واٹر مارک 80 جی ایس ایم کاغذ پر شائع شدہ

سکریٹری، نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ، شری اروندو مارگ، نئی دہلی - 110016 نے

میں چھپوا کر پبلی کیشن

ڈویژن سے شائع کیا۔

© NCERT not to be republished

پیش لفظ

’قومی درسیات کا خاکہ — 2005‘ میں سفارش کی گئی ہے کہ بچّوں کی اسکولی زندگی، ان کی باہر کی زندگی سے ہم آہنگ ہونی چاہیے۔ یہ زاویۂ نظر کتابی علم کی اُس روایت کی نفی کرتا ہے جس کے باعث آج تک ہمارے نظام میں اسکول، گھر اور سماج کے درمیان فاصلے حائل رہے ہیں۔ نئے قومی درسیات پر مبنی نصاب اور درسی کتابوں کی تیاری اسی بنیادی مقصد پر عمل آوری کی ایک کوشش کہی جا سکتی ہے۔ اس کوشش میں مختلف مضامین کو ایک دوسرے سے الگ رکھنے اور رٹ کر پڑھنے کے طریقۂ کار کی حوصلہ شکنی بھی شامل ہے۔ ہمیں امّید ہے کہ ان اقدامات سے قومی تعلیمی پالیسی (1986) میں مذکور تعلیم کے ’طفل مرکوز نظام‘ کی طرف مزید پیش رفت ہوگی۔

اس کوشش کی کامیابی کا انحصار ان اقدامات پر ہے کہ اسکولوں کے پرنسپل اور اساتذہ اپنے تاثرات خود ظاہر کرنے اور ذہنی سرگرمیوں اور سوالوں کے ذریعے سیکھنے کے سلسلے میں بچوں کی ہمّت افزائی کریں۔ ہمیں یہ ضرور تسلیم کرنا چاہیے کہ بچّوں کو اگر موقع، وقت اور آزادی دی جائے تو وہ بڑوں سے حاصل شدہ معلومات کی بنیاد پر نئی معلومات مرتب کرتے ہیں۔ آموزش کے دوسرے ذرائع اور محلِ وقوع کو نظر انداز کرنے کے بنیادی اسباب میں سے ایک اہم سبب، مجوّزہ نصابی کتاب کو امتحان کے لیے واحد ذریعہ بنانا ہے۔ بچّوں کے اندر تخلیقی صلاحیت اور پیش قدمی کے رجحان کو فروغ دینا اُسی وقت ممکن ہے جب ہم آموزشی عمل میں بچّوں کو بہ حیثیت شریک کار قبول کریں اور ان سے اُسی طرح پیش آئیں۔ انھیں محض مقرّرہ معلومات کا جانکار نہ سمجھیں۔

یہ مقاصد اسکول کے نظام الاوقات اور طریقۂ کار میں معقول تبدیلی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ روزمرّہ معمولات میں نرمی کی اتنی ہی اہمیت یا ضرورت ہے جتنی کہ سالانہ کیلنڈر کے نفاذ اور محنت کی، تاکہ تدریس کے لیے دست یاب مدّت کو حقیقتاً تدریس کے لیے وقف کیا جا سکے۔ تدریس اور اندازِ قدر کے طریقوں سے بھی اس امر کا تعیّن ہوگا کہ یہ نصابی کتاب بچّوں میں ذہنی تناؤ اور اکتاہٹ پیدا کرنے کے بجائے ان کی اسکولی زندگی کو خوش گوار بنانے میں کس حد تک موثر ثابت ہوتی ہے۔ نصابی بوجھ کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے نصاب سازوں نے مختلف سطحوں پر معلومات کی تشکیلِ نو اور اُسے نیا رخ دینے کی غرض سے بچّوں کی نفسیات اور تدریس کے لیے دست یاب وقت پر زیادہ سنجیدگی کے ساتھ توجّہ دی ہے۔ اس مخلصانہ کوشش کو مزید بہتر بنانے کے لیے یہ نصابی کتاب سوچنے اور حیرتوں کو جگائے

© NCERT not to be republished

رکھنے، چھوٹے گروپوں میں بحث ومباحثہ کوفروغ دینے اور عملاً انجام دی جانے والی سرگرمیوں کوزیادہ اوّلیت دیتی ہے۔

این سی ای آر ٹی اس کتاب کے لیے تشکیل دی جانے والی ''کمیٹی برائے درسی کتاب'' کی مخلصانہ کوششوں کی شکر گزار ہے۔ کونسل زبانوں کی مشاورتی کمیٹی برائے زبان کے چیئر پرسن پروفیسر نامور سنگھ اور اس کتاب کے خصوصی صلاح کار پروفیسر شمیم حنفی کی ممنون ہے۔ اس درسی کتاب کی تیاری میں جن اساتذہ نے حصّہ لیا، ہم ان کے متعلقہ اداروں کے بھی شکر گزار ہیں۔ ہم ان سبھی اداروں اور تنظیموں کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے اپنے وسائل، ماخذ اور عملے کی فراہمی میں فراخ دلی کا ثبوت دیا۔ ہم وزارت برائے فروغ انسانی وسائل، حکومتِ ہند کے شعبے برائے ثانوی اور اعلیٰ ثانوی تعلیم کی جانب سے پروفیسر مرنال مری اور پروفیسر جی۔ پی۔ دلیش پانڈے کی سربراہی میں تشکیل شدہ نگراں کمیٹی (مانیٹرنگ کمیٹی) کے اراکین کا بھی خصوصی شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے اپنا قیمتی وقت اور تعاون ہمیں دیا۔ باضابطہ اصلاح اور اپنی اشاعت کے معیار کو مسلسل بہتر بنانے کے مقصد کی پابند ایک تنظیم کے طور پر این سی ای آر ٹی تمام مشوروں اور آرا کا خیر مقدم کرتی ہے تاکہ کتاب کو مزید غور و فکر کے بعد اور زیادہ کارآمد اور بامعنی بنایا جاسکے۔

نئی دہلی
جولائی 2010

ڈائریکٹر
نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ

© NCERT not to be republished

اِس کتاب کے بارے میں

جدید ہندوستانی زبانوں میں اردو کی خاص اہمیت ہے۔ یہ ملک کے مختلف صوبوں میں بولی، سمجھی اور پڑھائی جاتی ہے۔ سہ لسانی فارمولے کے تحت اردو کی تعلیم پر ہندوستان کی بعض ریاستیں توجہ کرتی رہی ہیں لیکن درسی کتابیں فراہم نہ ہونے کی وجہ سے ان ریاستوں کو بہت سی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان مشکلات پر قابو پانے کے لیے نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ، نئی دہلی نے ایک منصوبہ تیار کیا ہے تاکہ اردو کی نئی درسی کتابیں آسانی سے اسکولوں کو فراہم کی جاسکیں۔

مادری زبان کی تعلیم کے لیے پہلی سے بارھویں جماعت تک اردو میں درسی کتابیں کونسل کے ذریعے پہلے ہی فراہم کی جاچکی ہیں۔ اب کونسل نے ثانوی زبان کی تعلیم کے لیے چھٹی سے دسویں جماعت تک اور تیسری زبان کی تعلیم کے لیے ساتویں سے دسویں جماعت تک اردو میں نئی درسی کتابیں 'قومی درسیات کا خاکہ — 2005' کے مطابق تیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ دسویں جماعت تک اردو بہ طور ثانوی زبان کے پڑھنے والے طالب علموں کی استعداد مادری زبان اردو کی تعلیم کے کم و بیش آٹھویں درجے کے معیار تک اور دسویں جماعت تک اردو کو بہ طور تیسری زبان کے پڑھنے والے طالب علموں کی استعداد مادری زبان اردو کی تعلیم کے کم و بیش چھٹے درجے کے معیار تک ہونی چاہیے۔ ان زبانوں کی تعلیم کا بنیادی مقصد طلبا کو ایک ایسے سماج میں فعال شرکت کے لیے تیار کرنا ہے جس میں ایک سے زیادہ زبانیں بولی جاتی ہیں۔

کونسل کے زیرِ اہتمام تیار کردہ یہ نئی درسی کتاب یعنی ''دُور پاس''، نویں جماعت کے طالب علموں کو اردو بہ طور تیسری زبان پڑھانے کے لیے ہے۔ تیسری زبان کی تعلیم کا آغاز اسکولوں میں چوں کہ ساتویں جماعت سے تجویز کیا گیا ہے لہٰذا مذکورہ درسی کتاب اس سلسلے کی تیسری کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب کا خاص مقصد طلبا کو بنیادی زبان سے واقف کرانا اور مختلف قسم کی معلومات فراہم کرانا ہے تاکہ وہ ملک کے لسانی تقاضوں کو بہتر طور پر پورا کرسکیں۔ اس کی تالیف و تدوین میں موجودہ تعلیمی ضروریات کے علاوہ قومی، سماجی اور اخلاقی اقدار کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے لیکن اس بات پر خصوصی توجہ دی گئی ہے کہ بچوں کو براہِ راست نصیحتیں نہ کی جائیں بلکہ زبان کی تدریس کے دوران اُن کے اندر خود اِن قدروں کا شعور پیدا ہوسکے۔

© NCERT not to be republished

اسباق کے انتخاب میں 'قومی درسیات کا خاکہ — 2005' کے ساتھ ساتھ بچوں کی عمر، دل چسپی اور نفسیات کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔

مشقوں میں زیادہ سے زیادہ تنوع پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ طالب علموں میں نہ صرف اردو زبان سے محبت کا جذبہ پیدا ہو بلکہ وہ بہ آسانی معیاری اردو بولنا، پڑھنا اور لکھنا بھی سیکھ جائیں۔ مشقیں اس طرح وضع کی گئی ہیں کہ طالب علموں کی فکری صلاحیت میں اضافہ ہونے کے ساتھ ساتھ زبان کی بنیادی مہارتوں کا بھی فروغ ہوتا رہے۔ رٹنے کے طریقۂ کار سے گریز کرتے ہوئے افہام و تفہیم پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ مشقوں کے ذریعے اس کتاب کو زیادہ آسان، دل چسپ اور کارآمد بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ نظم 'جلوۂ دربارِ دہلی' طلبا کی دل چسپی کے پیشِ نظر صرف پڑھنے کے لیے شامل کی گئی ہے۔ اس کے لیے نہ تو مشقیں وضع کی گئی ہیں اور نہ ہی اس سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے۔

اس کتاب کی تیاری کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جو اردو اساتذہ، ماہرینِ مضمون اور ایک خصوصی صلاح کار پر مشتمل تھی۔ ان سب کے اشتراک و تعاون سے ہی اس کتاب کو آخری شکل دی گئی ہے۔

ہمیں امید ہے کہ یہ کتاب مطلوبہ معیار کے مطابق طالب علموں کی ضرورتوں کو پورا کر سکے گی۔ اساتذہ اور ماہرینِ مضمون سے درخواست ہے کہ وہ اس کتاب سے متعلق اپنے عملی اور تدریسی تجربات کی روشنی میں ہمیں مشوروں سے نوازیں تاکہ آئندہ اسے مزید بہتر بنایا جا سکے۔

© NCERT not to be republished

کمیٹی برائے درسی کتاب

چیئرپرسن، مشاورتی کمیٹی برائے زبان

نامورسنگھ، پروفیسر ایمریٹس، ہندوستانی زبانوں کا مرکز، جواہرلعل نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی

خصوصی صلاح کار

شمیم حنفی، پروفیسر ایمریٹس، شعبۂ اردو، جامعہ ملّیہ اسلامیہ، نئی دہلی

چیف کوآرڈی نیٹر

رام جنم شرما، سابق ہیڈ، ڈپارٹمنٹ آف ایجوکیشن اِن لینگویجز، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

اراکین

اقبال مسعود، جوائنٹ سکریٹری، مدھیہ پردیش اردو اکادمی، بھوپال

انورظہیرانصاری، ایسوسی ایٹ پروفیسر اور صدر، شعبۂ اردو، ایم ایس یونیورسٹی، بڑودہ

جاویداخترورارثی، ٹی جی ٹی (اردو)، گورنمنٹ بوائز سیکنڈری اسکول، بیلا روڈ، دریا گنج، نئی دہلی

حدیث انصاری، لکچرار اور صدر، شعبۂ اردو، اسلامیہ کریمیہ پی جی کالج، اندور

حلیمہ سعدیہ، ٹی جی ٹی (اردو)، ہمدرد پبلک اسکول، تعلیم آباد، سنگم وہار، نئی دہلی

خالد بن رشید، ٹی جی ٹی (اردو)، اینگلو عربک سینئر سیکنڈری اسکول، دہلی

سمیّہ مسعودی، پی جی ٹی (اردو)، رابعہ گرلس پبلک اسکول، لال کنواں، دہلی

شکیل اختر فاروقی، ریٹائرڈ پروفیسر، جامعہ ٹیچرس ٹریننگ کالج، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

شمس الحق عثمانی، پروفیسر اور صدر، شعبۂ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

صاحب علی، پروفیسر اور صدر، شعبۂ اردو، ممبئی یونیورسٹی، ممبئی

© NCERT not to be republished

صغیراختر، ٹی جی ٹی اردو ، مظہرالاسلام سینئر سیکنڈری اسکول، فراش خانہ، دہلی

طارق سعید، ریڈر اور صدر، شعبۂ اردو، ساکیت پی جی کالج، فیض آباد

عبدالحق، ریٹائرڈ پروفیسر، دہلی یونیورسٹی، دہلی

عبدالمغنی ، اردو ٹیچر، مولانا آزاد اکیڈمی اردو اسکول، مانڈیر، رانچی

محمد قمر، اردو لکچرار، گورنمنٹ انٹر کالج، فیض آباد

محمد قمرالہدیٰ فریدی، ریڈر، شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

معراج احمد، ٹی جی ٹی (اردو)، گورنمنٹ بوائز سینئر سیکنڈری اسکول، جعفرآباد، دہلی

معین الدین جینابڑے، پروفیسر، ہندوستانی زبانوں کا مرکز، جواہرلعل نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی

نسرین بیگم، ریڈر اور صدر، شعبۂ اردو، بیکنٹھی دیوی کنیامہاوِدّیالیہ، آگرہ

نکہت پروین، ٹی جی ٹی (اردو)، کریسنٹ اسکول، دریا گنج، نئی دہلی

وہاج الدین علوی، پروفیسر، شعبۂ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

ممبر کوآرڈی نیٹر

ڈاکٹر محمد معظّم الدین، پروفیسر، ڈپارٹمنٹ آف ایجوکیشن اِن لینگویجز، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

© NCERT not to be republished

اظہارِ تشکّر

اس کتاب میں اقبالؔ، بے نظیرؔ شاہ وارثی، نظیرؔ اکبر آبادی، محمد اسمٰعیلؔ میرٹھی، جوشؔ ملیح آبادی، خلیلؔ الرحمٰن اعظمی، ساحرؔ لدھیانوی اور اکبرؔ الہ آبادی کی نظمیں شامل ہیں۔ طنز و مزاح کے تحت کنھیا لال کپور اور مشتاق احمد یوسفی کی تخلیقات شامل کی گئی ہیں۔ کہانیوں میں پنچ تنتر کی کہانی، مالوہ کی کہانی اور قرۃ العین حیدر کی کہانی شامل کی گئی ہے۔ کونسل ان سبھی تخلیقات کے لیے شاعروں، مصنفوں اور ان کے ورثا کی شکر گزار ہے۔

اس کتاب کی تیاری میں ڈی ٹی پی آپریٹر ساجد خلیل فلاحی، ابوالحسن اور کمپیوٹر اسٹیشن انچارج پرش رام کوشک نے حصہ لیا، کونسل ان سبھی حضرات کی شکر گزار ہے۔

اس کتاب کی تیاری میں خصوصی تعاون کے لیے کونسل ڈاکٹر محمد فاروق انصاری، پروفیسر، ڈپارٹمنٹ آف ایجوکیشن اِن لینگویجز، این سی ای آر ٹی کی بھی ممنون ہے۔

© NCERT not to be republished

بھارت کا آئین

تمہید

ہَم بھارت کے عوام متانت وسنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ بَھارَت کو ایک مقتدَر، سمَاج وَادی، غیرَ مَذھَبی عَوامی جَمھُوریَه بنائیں اور اس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں۔

انصاف سماجی، معاشی اور سیاسی

آزادی خیال، اظہار، عقیدہ، دین اور عبادت

مساوات بہ اعتبار حیثیت اور موقع اور ان سب میں

اخوت کو ترقی دیں جس سے فرد کی عظمت اور قوم کے اتحاد اور سالمیت کا تیقن ہو۔

اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج چھبیس نومبر 1949ء کو یہ آئین ذریعہ ہذا اختیار کرتے ہیں، وضع کرتے ہیں اور اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔

1۔ آئینی (بیالیسویں ترمیم) ایکٹ، 1976 کے سیکشن 2 کے ذریعہ ''مقتدر عوامی جمہوریہ'' کی جگہ (3-1-1977 سے)

2۔ آئینی (بیالیسویں ترمیم) ایکٹ، 1976 کے سیکشن 2 کے ذریعہ ''قوم کے اتحاد'' کی جگہ (3-1-1977 سے)

© NCERT not to be republished

فہرست

	پیش لفظ			iii
	اس کتاب کے بارے میں			v
1۔	ترانۂ ہندی	نظم	(محمد اقبالؔ)	01
2۔	عقل مند ہنس	کہانی		05
3۔	ہمارا قومی کھیل	مضمون		10
4۔	پھل پھوُل	نظم	(بے نظیر شاہ وارثی)	16
5۔	کفایت شعاری	حکایت		20
6۔	ایک پرانی کہانی	کہانی	(قرۃ العین حیدر)	24
7۔	برسات اور پھسلن	نظم	(نظیر اکبر آبادی)	28
8۔	بات سے بات	اخلاقیات		32
9۔	ایک انوکھا عجائب گھر	مضمون		37
10۔	جگنوٗ اور بچّہ	نظم	(محمد اسمٰعیل میرٹھی)	43
11۔	ہندوستان کی چند مشہور خواتین	مضمون		48
12۔	بے وقوف کہیں کے	کہانی		52
13۔	بہار کی ایک دوپہر	نظم	(جوشؔ ملیح آبادی)	57
14۔	اردو کی کہانی	مضمون		62
15۔	بالغوں کے لیے تیسری کتاب	مزاح	(کنھیّا لال کپور)	66

© NCERT not to be republished

16۔ گیت	نظم	(خلیل الرحمٰن اعظمی)	72
17۔ عالمی حرارت	مضمون	(ادارہ)	76
18۔ زیرو ناٹ آؤٹ	مزاح	(مشتاق احمد یوسفی)	82
19۔ اے شریف انسانو!	نظم	(ساحؔر لدھیانوی)	87
20۔ جلوۂ دربارِ دہلی	نظم	(اکبؔر الہ آبادی)	92

© NCERT not to be republished

سبق – 1

ترانۂ ہندی

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا	ہم بُلبلیں ہیں اِس کی، یہ گُلِستاں ہمارا
غربت میں ہوں اگر ہم، رہتا ہے دل وطن میں	سمجھو وہیں ہمیں بھی، دل ہو جہاں ہمارا
پربت وہ سب سے اونچا، ہم سایہ آسماں کا	وہ سنتری ہمارا، وہ پاسباں ہمارا
گودی میں کھیلتی ہیں اس کی ہزاروں ندیاں	گُلشن ہے جن کے دَم سے رشکِ جناں ہمارا
اے آبِ رودِ گنگا! وہ دن ہے یاد تجھ کو	اترا ترے کنارے جب کارواں ہمارا
مذہب نہیں سِکھاتا آپس میں بیر رکھنا	ہندی ہیں ہم، وطن ہے ہندوستاں ہمارا
کچھ بات ہے کہ ہستی مٹتی نہیں ہماری	صدیوں رہا ہے دشمن دورِ زماں ہمارا

اقبالؔ کوئی محرَم اپنا نہیں جہاں میں
معلوم کیا کسی کو دردِ نہاں ہمارا

(محمد اقبالؔ)

© NCERT not to be republished

مشق

1۔ پڑھیے اور سمجھیے:

جہاں	:	دنیا
گلستاں	:	باغ، چمن
غُربت	:	پردیس
پربت	:	پہاڑ
ہم سایہ	:	پڑوسی
سنتری	:	پہرے دار
پاسباں	:	حفاظت کرنے والا
گُلشن	:	باغ، چمن
رشک	:	یہ آرزو کہ جو چیز دوسرے کو حاصل ہے مجھے بھی مل جائے
جِناں	:	جنّت
آب	:	پانی
رود	:	نہر
کارواں	:	قافلہ
بَیر	:	دشمنی
ہستی	:	وجود
زماں	:	زمانہ

© NCERT not to be republished

محرَم	:	رازدار
نِہاں	:	چھُپا ہوا، پوشیدہ

2۔ سوچیے اور بتائیے:

1۔ شاعر نے بلبلیں اور گلستاں کسے کہا ہے؟

2۔ شاعر نے کس پہاڑ کو آسماں کا ہم سایہ کہا ہے؟

3۔ شاعر نے پہاڑ کو سنتری اور پاسباں کیوں کہا ہے؟

4۔ اقبالؔ نے ہندوستان کو رشکِ جناں کیوں کہا ہے؟

5۔ ''مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا'' اس مصرعے سے کیا سبق ملتا ہے؟

3۔ نیچے دیے ہوئے مصرعوں کو مکمل کیجیے:

1۔ ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ .... ہمارا

2۔ پربت وہ سب سے اونچا ....آسماں کا

3۔ ....ہے جن کے دم سے رشکِ جناں ہمارا

4۔ کچھ بات ہے کہ ہستی مٹتی نہیں ....

5۔ معلوم کیا کسی کو دردِ .... ہمارا

4۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

ہندوستان وطن گنگا کارواں مذہب

© NCERT not to be republished

5۔ نظم کے مطابق نیچے دیے ہوئے شعر مکمل کیجیے:

غربت میں ہوں اگر ہم، رہتا ہے دل وطن میں ....

.... گُلشن ہے جن کے دَم سے رشکِ جناں ہمارا

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا ....

.... صدیوں رہا ہے دشمن دورِ زماں ہمارا

اقبال کوئی محرم اپنا نہیں جہاں میں ....

6۔ عملی کام:

☆ اس نظم میں اقبالؔ نے وطن سے اپنی محبت اور اپنے وطن کی خوبیوں کا ذکر کیا ہے۔ آپ بھی ہندوستان کی خصوصیات سے متعلق ایک پیراگراف لکھیے۔

© NCERT not to be republished

سبق – 2

عقل مند ہنس

ایک گھنے جنگل میں بہت اونچا درخت تھا۔ پتّوں سے لدی ہوئی اس کی شاخیں مضبوط بازوؤں کی طرح پھیلی ہوئی تھیں۔ اس درخت پر جنگلی ہنسوں کا ایک جھُنڈ رہتا تھا۔ وہ یہاں ہر طرح سے محفوظ تھے۔ ان میں ایک ہنس کافی بوڑھا اور عقل مند تھا۔

ایک دن اُس ہنس نے درخت کی جڑ میں ایک بیل دار پودا دیکھا۔ اُس نے دوسرے پرندوں سے اس کا ذکر کیا۔

”کیا تم اس بیل کو دیکھ رہے ہو؟“ اس نے دوسرے پرندوں سے کہا۔ ”اُسے ختم کر دو۔“

”کیوں ختم کر دیں؟“ ہنسوں نے حیرانی سے پوچھا۔ ”یہ بہت ہی چھوٹا ہے۔ اُس سے ہمیں کیا نقصان پہنچ سکتا ہے؟“

”دوستو!“ عقل مند بوڑھے ہنس نے کہا۔ ”یہ بیل جلد ہی بڑی ہو جائے گی اور رفتہ رفتہ ہمارے درخت پر چڑھنا شروع کر دے گی۔ پھر یہ گھنی اور مضبوط ہو جائے گی۔“

”پھر کیا ہوگا؟“ ہنسوں نے پوچھا۔

”یہ بیل ہمارا کیا بگاڑ سکتی ہے؟“

”کیا تم اتنی سی بات بھی نہیں سمجھ سکتے؟“

عقل مند بوڑھے ہنس نے جواب دیا۔''اِس بیل کی مدد سے کوئی بھی ہمارے درخت پر چڑھ سکتا ہے۔کوئی شکاری ایسا کرسکتا ہے اور ہم سب کی جان لے سکتا ہے۔''

''خیر ایسی بھی جلدی کیا ہے۔''انھوں نے جواب دیا۔''یہ بیل بہت ہی چھوٹی ہے۔اِسے ابھی سے تباہ کرنے پر ہمیں دُکھ ہوگا۔''

''اس بیل کو ابھی سے تباہ کردو۔''عقل مند ہنس نے کہا۔''ابھی تو یہ نرم ہے اور تم آسانی سے اسے کاٹ سکتے ہو، بعد میں یہ سخت ہو جائے گی اور تم اسے کاٹ نہ سکو گے۔''

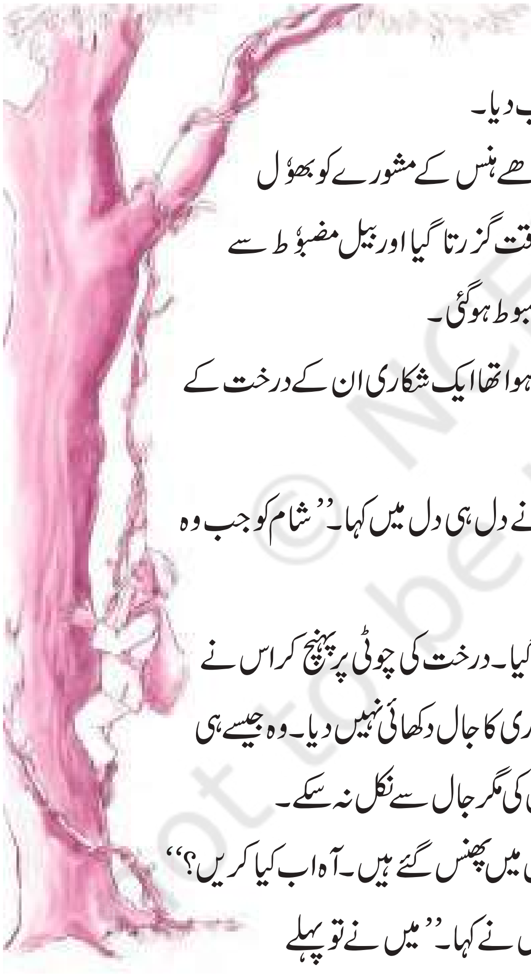

''دیکھا جائے گا۔دیکھا جائے گا''ہنسوں نے جواب دیا۔

لیکن اُنھوں نے بیل کو نہیں کاٹا۔وہ عقل مند بوڑھے ہنس کے مشورے کو بھوٗل گئے۔بیل روز بہ روز بڑھنے لگی اور درخت پر چڑھتی گئی۔وقت گزرتا گیا اور بیل مضبوٗط سے مضبوط تر ہوتی گئی۔آخر کار وہ ایک موٹے رسّے کی طرح مضبوط ہوگئی۔

ایک صبح جب ہنسوں کا جھُنڈ دانے کی تلاش میں گیا ہوا تھا ایک شکاری ان کے درخت کے پاس آ پہنچا۔

''تو یہ ہے وہ جگہ جہاں ہنس رہتے ہیں!''شکاری نے دل ہی دل میں کہا۔''شام کو جب وہ لوٹیں گے تو میں اُنھیں اپنے جال میں پھنسا لوں گا۔''

شکاری اُس بَل دار بیل کے ذریعے درخت پر چڑھ گیا۔درخت کی چوٹی پر پہنچ کر اس نے اپنا جال پھیلا دیا۔شام کو جب ہنس واپس آئے تو اُنھیں شکاری کا جال دکھائی نہیں دیا۔وہ جیسے ہی درخت پر بیٹھے، جال میں پھنس گئے۔انھوں نے بہت کوشش کی مگر جال سے نکل نہ سکے۔

''بچاؤ بچاؤ۔''ہنس گڑگڑائے۔''ہم شکاری کے جال میں پھنس گئے ہیں۔آہ اب کیا کریں؟''

''اب کیوں شور مچا رہے ہو؟''عقل مند بوڑھے ہنس نے کہا۔''میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ بیل کاٹ دو مگر تم نے میری ایک نہ سنی۔اس کا نتیجہ تمھارے سامنے ہے۔صبح کو شکاری واپس آئے گا۔وہ بیل

ہی کی مدد سے اوپر چڑھے گا اور ہمیں قید کرلے گا۔''

''ہم نے حماقت کی۔'' پرندوں نے رونا شروع کیا۔ ''ہمیں آپ کی بات پر دھیان نہ دینے کا افسوس ہے، خدا کے واسطے ہمیں معاف کر دیجیے اور بتائیے کہ اپنی جان بچانے کے لیے ہم کیا کریں؟''

''تو پھر غور سے سنو!'' عقل مند ہنس نے جواب دیا'' میں تمھیں بتاتا ہوں کہ کیا کرنا چاہیے۔''

''بتائیے خدارا جلدی بتائیے!'' تمام ہنس چلاّئے۔

عقل مند بوڑھے ہنس نے کہا۔'' صبح جب شکاری آئے تو تم سب ایسے بن جانا جیسے مُردہ ہو۔ بس دَم سادھے پڑے رہنا۔ شکاری مُردہ پرندوں کو پنجرے میں نہیں ڈالے گا۔ وہ ہمیں ایک ایک کرکے زمین پر پھینک دے گا تاکہ نیچے آکر ہمیں اکٹھا کرکے گھر لے جائے۔ جب وہ آخری پرندے کو بھی پھینک دے گا تو ہم سب اُڑ جائیں گے۔''

صبح کو شکاری آیا اور بیل کے سہارے درخت پر چڑھ گیا۔ اس نے جال میں پھنسے ہنسوں کو دیکھا۔ سبھی پرندے مردہ لگ رہے تھے۔ شکاری نے ایک ایک کرکے پرندوں کو جال سے نکالا اور زمین پر پھینکنے لگا۔ پرندے چُپ سادھے پڑے رہے۔ جب آخری پرندہ زمین پر گرا تو منصوبے کے مطابق تمام پرندے زندہ ہو گئے اور اُٹھ کر اُڑ گئے۔

شکاری درخت سے نیچے آیا۔ وہ پرندوں کے بچ نکلنے کی ترکیب پر بہت حیران ہوا۔

(پنچ تنتر کی کہانی)

مشق

1۔ پڑھیے اور سمجھیے:

شاخیں	:	شاخ کی جمع، ڈالیاں
محفوظ	:	جس کی حفاظت کی گئی ہو
رفتہ رفتہ	:	دھیرے دھیرے
خیر	:	اچھّا
مضبوط تر	:	زیادہ مضبوط
حماقت	:	بے وقوفی
خدارا	:	خدا کے لیے
دَم سادھنا (محاورہ)	:	سانس روک لینا، حرکت نہ کرنا
منصوبہ	:	سوچا سمجھا طریقہ، پلاننگ

2۔ سوچیے اور بتائیے:

1۔ عقل مند ہنس نے بیل دار پودے کو ختم کرنے کا مشورہ کیوں دیا؟

2۔ عقل مند ہنس کی بات نہ ماننے کا انجام کیا ہوا؟

3۔ جال میں پھنسنے کے بعد ہنسوں نے کیا سوچا؟

4۔ ہنسوں کو کیوں پچھتانا پڑا؟

5۔ عقل مند ہنس نے جان بچانے کے لیے پرندوں کو کیا ترکیب بتائی؟

© NCERT not to be republished

3۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کے متضاد لکھیے:

اونچا	مضبوط	جواب	نرم	شام
رونا	مردہ	ختم	بوڑھا	

4۔ نیچے دی ہوئی خالی جگہوں کو بھریے:

1۔ ان میں ایک ہنس کافی بوڑھا اور..........................تھا۔

2۔ کیا تم..................بات بھی نہیں سمجھ سکتے؟

3۔ شام کو جب وہ لوٹیں گے تو میں انھیں اپنے.......................میں پھنسا لوں گا۔

4۔ وقت گزرتا گیا اور بیل مضبوط سے..................ہوتی گئی۔

5۔ ہمیں آپ کی بات پر دھیان نہ دینے کا.......................ہے۔

5۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

جھُنڈ　　محفُوظ　　رفتہ رفتہ　　شکاری　　حیران

6۔ آپ نے سبق میں لفظ 'عقل مند' پڑھا ہے جس کے معنی عقل والا ہے۔ اسی طرح نیچے دیے ہوئے لفظوں کے آخر میں 'مند' لگا کر نئے لفظ بنایئے اور ان کے معنی لکھیے:

ضرورت　　فکر　　درد　　خواہش　　دولت

7۔ عملی کام:

☆ پنچ تنتر کی اور کہانیاں تلاش کر کے پڑھیے۔

© NCERT not to be republished

سبق – 3

ہمارا قومی کھیل

ہاکی ہندوستان کا قومی کھیل ہے۔ یہ کھیل بہت سے ملکوں میں نہایت مقبول ہے۔ اس کھیل کی شروعات کب اور کہاں ہوئی، اس بارے میں کچھ بھی یقین سے نہیں کہا جا سکتا۔ تاریخی شہادتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ پرانے زمانے میں کئی ملکوں میں ہاکی جیسا ایک کھیل رائج تھا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کھیل کی ابتدا تقریباً دو ہزار سال قبلِ مسیح ایشیا میں ہوئی لیکن یہ اشارے بھی ملتے ہیں کہ عرب، روم اور ایتھوپیا وغیرہ میں بھی اس سے ملتا جلتا کھیل رائج تھا۔

ہر جگہ کے لوگ اس کھیل کو اپنے اپنے اصولوں کے مطابق کھیلتے اور الگ الگ ناموں سے پکارتے تھے۔ اسے روم میں پیگانیکا، انگلینڈ میں کامبوکا، اسکاٹ لینڈ میں شنٹی، فرانس میں جین دی میل اور نیدرلینڈ میں نیٹ کولون کہتے تھے۔ اب تک حاصل معلومات کے مطابق یہ کھیل پہلی مرتبہ ٹیم بنا کر 478 قبلِ مسیح میں کھیلا گیا۔

نئے زمانے کی ہاکی کا ارتقا برطانیہ کے کچھ جزیرہ نما علاقوں میں ہوا۔ انیسویں صدی کے پہلے نصف تک یہ کھیل بہت سے ملکوں میں کھیلا جانے لگا تھا۔

ہندوستان میں اس کھیل کی ابتدا برٹش انڈیا ریجیمنٹ نے کی۔ ہندوستان میں پہلا ہاکی کلب 86-1885 عیسوی میں کولکاتا (کلکتہ) میں قائم ہوا۔اس کے بعد ممبئی (بمبئی) اور پنجاب میں ہاکی کلب قائم ہوئے۔1908 میں ''بنگال ہاکی'' کے نام سے پہلی ہاکی انجمن بنائی گئی۔دوسری انجمن 1920 میں ''سندھ ہاکی ایسوسی ایشن'' کے نام سے کراچی میں قائم ہوئی۔اس طرح یہ کھیل رفتہ رفتہ پورے ہندوستان میں مقبول ہونے لگا۔

1928 سے 1956 تک کا زمانہ ہندوستانی ہاکی کا زرّیں عہد رہا ہے۔ہندوستان نے 1928 میں پہلی مرتبہ ایمسٹرڈم کے اولمپک میں حصّہ لیا۔فائنل میں پہنچنے کے لیے ہندوستان نے آسٹریا، ڈنمارک، بیلجیم اور سوئٹزرلینڈ کو ہرایا۔فائنل میں ہالینڈ پر صفر کے مقابلے تین گول سے فتح حاصل کر کے ہندوستان نے پہلا طلائی تمغہ حاصل کیا۔اس کے بعد 1956 تک ہندوستان نے اولمپک کھیلوں میں مسلسل چھے بار طلائی تمغے حاصل کیے۔اس دوران ہمارا ملک چوبیس اولمپک میچوں میں سے کوئی بھی میچ نہیں ہارا۔ان میچوں میں ہندوستان نے 178 گول کیے اور صرف 7 گول کھائے۔1964 میں ٹوکیو اولمپک اور 1980 میں ماسکو اولمپک میں ہندوستان نے دو اور طلائی تمغے جیتے۔اس کے علاوہ 1975 کے عالمی کپ میں ہمارا ملک عالمی چیمپئن بھی بنا۔ہندوستان کے مشہور کھلاڑیوں میں دھیان چند، کنور دگ وجے سنگھ بابو، بلبیر سنگھ، ظفر اقبال، اسلم شیر خاں، محمد شاہد، پرگھٹ سنگھ اور دھن راج پلّے شامل ہیں۔

ہاکی میں خواتین کی ٹیم نے بھی نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔وہ دو مرتبہ 1981 اور 2004 میں ایشیا کپ فاتح رہی ہے۔کپتان سورج لتا دیوی کی قیادت میں ہندوستان نے 2002 میں کامن ویلتھ، 2003 میں ایفروایشین کھیلوں اور ایشیا کپ میں لگاتار تین بار طلائی تمغے حاصل کیے۔اس طرح ہماری دونوں ٹیموں نے اپنی مہارت اور مشق سے ہندوستان کا نام روشن کیا۔

مشق

1۔ پڑھیے اور سمجھیے:

مقبول	:	پسندیدہ
شہادتوں	:	شہادت کی جمع، گواہی
رائج	:	چلن میں، دستور کے مطابق
قبل	:	پہلے
قبلِ مسیح	:	حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے پہلے
معلومات	:	معلوم کی جمع، جانکاری
ارتقا	:	بتدریج ترقی کرنا، درجہ بدرجہ ترقی کرنا، سلسلے وار ترقی کرنا
نصف	:	آدھا
زرّیں	:	سونے جیسا، سنہرا
عہد	:	زمانہ
زرّیں عہد	:	سنہرا زمانہ
فتح	:	جیت
طلائی تمغا	:	سونے کا تمغا، گولڈ میڈل
خواتین	:	خاتون کی جمع، عورتیں
فاتح	:	جیتنے والا
قیادت	:	راستہ دکھانا، سربراہی
مشق	:	کسی کام کو بار بار کرنا

© NCERT not to be republished

2۔ سوچیے اور بتائیے:

1۔ ہاکی سے ملتا جلتا کھیل پہلے کِن ملکوں میں کھیلا جاتا تھا؟

2۔ ہاکی پہلی مرتبہ ٹیم کی شکل میں کب کھیلا گیا؟

3۔ ہندوستان میں ہاکی کا زرّیں عہد کون سا ہے؟

4۔ ایمسٹرڈم کے اولمپک میں ہندوستان نے فائنل تک پہنچنے کے لیے کن ملکوں کو ہرایا؟

5۔ ہندوستان کی خواتین ٹیم نے کیا کارنامے انجام دیے؟

3۔ نیچے دی ہوئی خالی جگہوں کو بھریے:

1۔ ہاکی ہندوستان کا.............کھیل ہے۔

2۔ اس طرح یہ کھیل...............پورے ہندوستان میں مقبول ہونے لگا۔

3۔ اس دوران ہمارا ملک..................اولمپک میچوں میں سے کوئی بھی میچ نہیں ہارا۔

4۔ اس میدان میں ہمارے ملک کی..................کی بھی نمایاں کارکردگی ہے۔

4۔ حصہ ’الف‘ اور ’ب‘ کے صحیح جوڑ ملائیے:

الف	ب
1885-86	کراچی میں ’سندھ ہاکی ایسوسی ایشن‘ کا قیام
1908	ماسکو اولمپک
1920	کولکاتا میں پہلے ہاکی کلب کا قیام
478 قبلِ مسیح	ٹوکیو اولمپک
1964	ہندوستان عالمی چیمپئن بنا
1980	’بنگال ہاکی‘ انجمن کا قیام
1975	ہاکی پہلی مرتبہ ٹیم کے ساتھ کھیلا گیا

© NCERT not to be republished

5۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کو خانوں کے مطابق لکھیے:

ملک اشارات ممالک معلومات قدم خاتون

مقام خواتین اشارہ اقدام معلوم مقامات

واحد						
جمع						

6۔ بلند آواز سے پڑھیے:

قبل مسیح ارتقا مقبول زرّیں فاتح

7۔ غور کیجیے:

☆ فتح کے معنی ہیں جیت اور فاتح کے معنی ہیں فتح کرنے والا یعنی جیتنے والا۔ اسی طرح شاعر کے معنی ہیں شعر کہنے والا۔

☆ کسی کام (فعل) کی نسبت سے کام کرنے والے (فاعل) کو جو نام دیا جاتا ہے اسے اسمِ فاعل کہتے ہیں۔ جیسے اوپر کی مثالوں میں فاتح یعنی فتح کرنے والا اور شاعر یعنی شعر کہنے والا۔ اسی طرح کے کچھ اسمِ فاعل نیچے دیے گئے ہیں۔ انھیں غور سے پڑھیے اور سمجھیے۔

1۔ فریادی (فریاد کرنے والا)

2۔ تیراک (تیرنے والا)

3۔ کھلاڑی (کھیلنے والا)

4۔ حاکم (حکومت کرنے والا)

5۔ ظالم (ظلم کرنے والا)

© NCERT not to be republished

6۔ خادم (خدمت کرنے والا)

7۔ محسن (احسان کرنے والا)

8۔ عملی کام:

☆ ہاکی میچ دیکھ کر اُس کا حال اپنی کاپی میں لکھیے۔

© NCERT not to be republished

سبق – 4

پھل پھول

کھِلے پھوٗل بیلے کے وہ لاجواب
وہ پھولے ہزاروں طرح کے گلاب

وہ پھوٗلی چنبیلی، کھِلا موگرا
کھِلی چاندنی باغ میں جا بہ جا

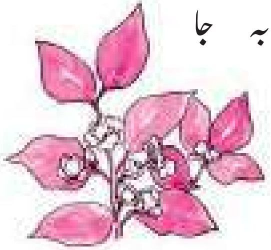

وہ پھوٗلی نواڑی، کھِلی کاسنی
وہ لالہ کھِلا وہ کھِلی کامنی

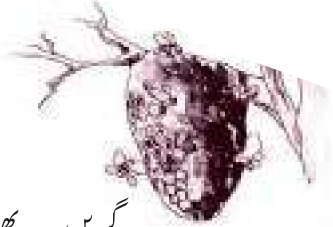

یہ فطرت کا ہے قدرتی انتظام
کھِلے پھول لاکھوں طرح کے تمام

گریں پھولوں پر شہد کی مکّھیاں
وہ چھتّوں سے جُھکنے لگیں ٹہنیاں

وہ انگوٗر وہ رس بھری لیچیاں
لٹکتی ہیں آموں کی وہ کیریاں

اناروں میں کلیاں بھی لو آگئیں
وہ کیلوں کی پھلیاں بھی گدرا گئیں

© NCERT not to be republished

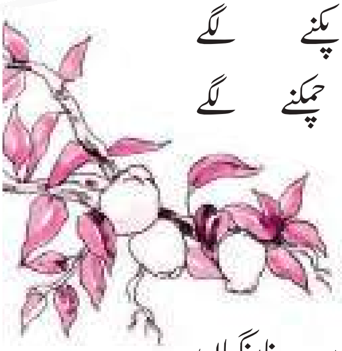

بِہی، سیب، امرؤد پکنے لگے
وہ شاخوں میں گولے چمکنے لگے

وہ پک کر شریفے بھی سب کھِل گئے
ٹپک پڑتے ہیں جو ذرا ہِل گئے

لدی ہیں درختوں میں نارنگیاں
جھکی پڑتی ہیں بوجھ سے ڈالیاں

ہیں اِس شانِ قدرت پہ ہر دم نثار
دکھائی ہمیں جس نے کیا کیا بَہار

(بےنظیر شاہ وارثی)

© NCERT not to be republished

مشق

1۔ پڑھیے اور سمجھیے :

لاجواب	:	جس کا کوئی جواب نہ ہو، بے مثال
جابجا	:	جگہ جگہ
گدرانا	:	اَدھ پکا ہونا، کچا پکا
بِہی	:	ایک پھل کا نام، ناشپاتی سے ملتا جلتا ایک پھل
شانِ قدرت	:	قدرت کی شان، خدا کی شان
نثار	:	قربان، نچھاور

2۔ سوچیے اور بتائیے:

1۔ نظم میں کن کن پھولوں کے نام آئے ہیں؟

2۔ شاعر نے فطرت کے کس قدرتی انتظام کی طرف اشارہ کیا ہے؟

3۔ نظم میں کِن کِن پھلوں کے نام آئے ہیں؟

4۔ شاخوں میں گولے چمکنے سے کیا مراد ہے؟

5۔ قدرت کی شان پہ ہم کیوں نثار ہو رہے ہیں؟

3۔ نیچے دی ہوئی خالی جگہوں کو بھریے:

1۔ کھلے پھول بیلے.............وہ لاجواب

2۔ کھلی چاندنی باغ................جا بہ جا

3۔ یہ فطرت.............ہے قدرتی انتظام

4۔ گریں پھولوں...........شہد کی مکھیاں

5۔ لٹکتی ہے آموں............وہ کیریاں

6۔ جھکی پڑتی ہیں بوجھ............ڈالیاں

© NCERT not to be republished

4۔ نظم کے مطابق حصہ 'الف' اور 'ب' کے صحیح جوڑ ملائیے:

ب	الف
وہ شاخوں میں گولے چمکنے لگے	یہ فطرت کا ہے قدرتی انتظام
کھلے پھول لاکھوں طرح کے تمام	گریں پھولوں پر شہد کی مکھیاں
کھلی چاندنی باغ میں جا بجا	اناروں میں کلیاں بھی لو آ گئیں
وہ چھتّوں سے جھکنے لگیں ٹہنیاں	وہ پھولی چنبیلی، کھلا موگرا
وہ کیلوں کی پھلیاں بھی گدرا گئیں	بِہی، سیب، امرود پکنے لگے

5۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کو واحد بنا کر لکھیے:

ڈالیاں لیچیاں مکھیاں ٹہنیاں نارنگیاں پھلیاں

کیریاں درختوں کلیاں آموں شاخوں پھولوں

6۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

لاجواب چاندنی انتظام شہد باغ

7۔ عملی کام:

☆ اپنی پسند کے پانچ پھولوں اور پانچ پھلوں کے نام لکھیے۔

© NCERT not to be republished

سبق - 5

کفایت شعاری

روپیہ پیسہ اسی لیے ہوتا ہے کہ اسے اپنی ضرورتوں پر خرچ کیا جائے لیکن کبھی کبھی ہم سوچے سمجھے بغیر ضرورت سے زیادہ خرچ کر دیتے ہیں۔ اسے فضول خرچی کہتے ہیں۔ فضول خرچی کا نقصان یہ ہے کہ بہت سے غیر ضروری کاموں میں روپے خرچ ہو جاتے ہیں اور ضروری کاموں کے لیے ہم قرض مانگتے پھرتے ہیں۔ خواہ مخواہ قرض لینا اچھی بات نہیں ہے۔

جو لوگ اپنی آمدنی اور خرچ میں توازن رکھتے ہیں، وہ کفایت شعار کہلاتے ہیں۔ کفایت شعاری سے کام لینے والے کبھی مالی پریشانی کا شکار نہیں ہوتے۔ کچھ لوگ جھوٹی شان و شوکت ظاہر کرنے کے لیے بے تحاشا خرچ کرتے ہیں۔ چاہے اس کے لیے انھیں قرض ہی کیوں نہ لینا پڑے۔ شادی بیاہ میں فضول خرچی ایک رسم سی بن گئی ہے۔ فضول خرچی کرنے والے اس بات سے بہت خوش ہوتے ہیں کہ دوسروں پر ان کا رعب پڑ رہا ہے۔ لیکن سچّائی یہ ہے کہ لوگ منہ پر تو ان کی تعریف کرتے ہیں مگر پیٹھ پیچھے ہنستے ہیں۔ مہمانوں کی خاطر تواضع کرنا اور اپنی ضرورتیں پوری کرنا بُری بات نہیں ہے۔ خرابی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ہم اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں تنگ دستی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

کبھی کبھی ہم غیر ضروری خرچ کو بھی ضروری سمجھ لیتے ہیں۔ اخبار، ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں طرح طرح کے اشتہارات آتے رہتے ہیں۔ یہ اشتہار اس طرح پیش کیے جاتے ہیں کہ ہمیں ہر چیز ضروری محسوس ہوتی ہے۔ ہم وہ چیز

بھی خرید لاتے ہیں جس کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس طرح خواہ مخواہ اخراجات بڑھا لیتے ہیں۔

کفایت شعاری کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ضرورت کے موقع پر بھی خرچ نہ کریں۔ بہت سے لوگ خرچ کرنے سے جی چُراتے ہیں۔ انھیں دولت جمع کرنے کا شوق ہوتا ہے۔ ایسے لوگ کنجوس کہلاتے ہیں۔ جس طرح فضول خرچی بُری ہے، اسی طرح کنجوسی بھی اچھّی نہیں ہے۔ ہمیں کنجوسی سے بھی بچنا چاہیے اور ہمیشہ اعتدال کے ساتھ خرچ کرنا چاہیے۔ اسی میں عافیت ہے۔

مشق

1۔ پڑھیے اور سمجھیے :

خواہ مخواہ	:	بلاوجہ، بے ضرورت
توازن	:	برابری
کفایت شعار	:	احتیاط کے ساتھ خرچ کرنے والا، غیر ضروری خرچ سے بچنے والا
خاطر تواضع	:	آؤ بھگت، مہمان نوازی
تنگ دستی	:	غریبی
اشتہارات	:	اشتہار کی جمع
اخراجات	:	خرچ
جی چرانا (محاورہ)	:	کام سے بچنا
اعتدال	:	درمیانی درجہ، نہ کمی نہ زیادتی
عافیت	:	سکون، آرام

© NCERT not to be republished

2۔ سوچیے اور بتائیے:

1۔ فضول خرچی سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

2۔ کفایت شعاری کیا ہے؟

3۔ کچھ لوگ بے تحاشا کیوں خرچ کرتے ہیں؟

4۔ اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ کرنے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے؟

5۔ کفایت شعاری اور کنجوسی میں کیا فرق ہے؟

3۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کی مدد سے خالی جگہوں کو بھریے:

اعتدال خواہ مخواہ مالی پریشانی عافیت اخراجات رسم سی

1۔ .... قرض لینا اچھی بات نہیں ہے۔

2۔ کفایت شعاری سے کام لینے والے کبھی .... کا شکار نہیں ہوتے۔

3۔ شادی بیاہ میں فضول خرچی ایک .... بن گئی ہے۔

4۔ اس طرح خواہ مخواہ .... بڑھا لیتے ہیں۔

5۔ ہمیشہ .... کے ساتھ خرچ کرنا چاہیے۔اسی میں .... ہے۔

4۔ نیچے دیے ہوئے محاوروں اور لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

شکار ہونا توازن رعب جی چُرانا عافیت

5۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کو خانوں کے مطابق لکھیے:

رسم نقصانات وقت مواقع اشتہار رسوم نقصان اشتہارات موقع اوقات

واحد					
جمع					

6۔ عملی کام:

☆ اس سبق میں لفظ 'غیر ضروری' استعمال ہوا ہے۔ یہ دو لفظوں 'غیر' اور 'ضروری' سے مل کر بنا ہے اور 'ضروری' کا متضاد ہے۔ اسی طرح بہت سے لفظوں سے پہلے 'غیر' لگا کر متضاد الفاظ بنائے جا سکتے ہیں۔ جیسے حاضر سے غیر حاضر۔ آپ بھی ایسے ہی پانچ متضاد لفظ بنائیے۔

© NCERT not to be republished

سبق – 6

ایک پرانی کہانی

لاکھوں برس گزرے۔ آسمان پر شمال کی طرف سفید بادلوں کے پہاڑ کے ایک بڑے غار میں ایک بہت بڑا ریچھ رہا کرتا تھا۔ یہ ریچھ دن بھر پڑا سوتا رہتا اور شام کے وقت اُٹھ کر ستاروں کو چھیڑتا اور ان سے شرارتیں کیا کرتا تھا۔ اس کی بدتمیزیوں اور شرارتوں سے آسمان پر بسنے والے تنگ آ گئے تھے۔

کبھی تو وہ کسی ننھے سے ستارے کو گیند کی طرح لڑھکا دیتا اور وہ ستارہ قلابازیاں کھاتا دنیا میں آ گرتا۔ یا کبھی وہ انھیں اپنی اصلی جگہ سے ہٹا دیتا۔ اور وہ بے چارے اِدھر اُدھر بھٹکتے پھرتے۔

آخر ایک دن تنگ آ کر وہ سات ستارے، جنھیں سات بہنیں کہتے ہیں، چاند کے عقل مند بوڑھے آدمی کے پاس گئے اور ریچھ کی شرارتوں کا ذِکر کر کے اس سے مدد چاہی۔

بوڑھا تھوڑی دیر تو سر کھجاتا رہا۔ پھر بولا۔ ’’اچھا میں اس نامعقول کی خوب مرمّت کروں گا۔ تم فکر نہ کرو‘‘۔

ساتوں بہنوں نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ اور خوش خوش واپس چلی گئیں۔

دوسرے دن چاند کے بوڑھے نے ریچھ کو اپنے قریب بلا کر خوب ڈانٹا اور کہا۔ ’’اگر تم زیادہ شرارتیں کرو گے تو تم کو بستی سے نکال دیا جائے گا۔ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ ان ننھّے منّے ستاروں کی روشنی سے دنیا میں انسان اور

© NCERT not to be republished

جہاز اپنا اپنا راستہ دیکھتے ہیں لیکن تم انھیں روز کھیل کھیل میں ختم کر دیتے ہو۔ تمھیں یہ بھی معلوم نہیں کہ جب یہ ستارے اپنی اصلی جگہ پر نہیں رہتے تو دنیا کے مسافر اور جہاز رستہ بھول جاتے ہیں۔

میاں ریچھ نے اس کان سنا اور اس کان نکال دیا اور قہقہہ مار کے بولے۔ ''میں نے کیا دنیا کے جہازوں اور مسافروں کی روشنی کا ٹھیکا لیا ہے جو اُن کی فکر کروں۔''

یہ کہہ کر ریچھ چلا گیا۔ جانے کے بعد بوڑھے نے بہت دیر سوچا کہ اس شیطان کو کس طرح قابو میں لاؤں۔ یکا یک اسے خیال آیا کہ اورین دیو سے مدد لینی چاہیے۔ اورین دیو ایک طاقت ور ستارے کا نام تھا جو اس زمانے میں بہت اچھا شکاری سمجھا جاتا تھا، اور اس کی طاقت کی وجہ سے اسے دیو کہتے تھے۔ یہ سوچ کر بوڑھے نے دوسرے دن اورین دیو کو بلا بھیجا۔ اس کے آنے پر بڑی دیر تک دونوں میں کانا پھوسی ہوتی رہی۔ آخر یہ فیصلہ ہوا کہ وہ آج شام ریچھ کو پکڑنے کی کوشش کرے۔ چنانچہ رات گئے اورین دیو نے شیر کی کھال پہنی اور ریچھ کے غار کی طرف چلا۔ جب ریچھ نے اپنی طرف ایک بہت بڑے شیر کو آتے دیکھا تو اس کے اوسان خطا ہو گئے اور وہ ننھّے ستاروں سے بنی ہوئی اس سڑک پر جو پریوں کے ملک کو جاتی ہے اور جسے ہم کہکشاں کہتے ہیں، بے تحاشا بھاگا۔

آخر بڑی دوڑ دھوپ کے بعد طاقت ور شکاری نے میاں ریچھ کو آلیا اور ان کو پکڑ کر آسمان پر ایک جگہ قید کر دیا۔ جہاں وہ اب تک بند کھڑے ہیں۔ اگر تم رات کو قطب ستارے کی طرف دیکھو تو تمھیں اس کے پاس ہی وہ ریچھ نظر آئے گا جس کو ان سات بہنوں میں سے چار پکڑے کھڑی ہیں۔ باقی تین بہنوں نے اس کی دُم پکڑ رکھی ہے۔

اگر تم آسمان پر نظر دوڑاؤ تو تمھیں اورین دیو بھی تیر کمان لیے ریچھ کی طرف نشانہ لگائے نظر آئے گا۔

(قرۃ العین حیدر)

مشق

1۔ پڑھیے اور سمجھیے:

شمال	:	اُتّر
غار	:	پہاڑ کی کھوہ، گپھا
قلابازی کھانا (محاورہ)	:	سر نیچے پاؤں اوپر کر کے لڑھکنا
سر کھجانا (محاورہ)	:	غور و فکر کرنا، سوچنا
نامعقول	:	جو معقول نہ ہو، نامناسب
اِس کان سننا اُس کان		
نکال دینا (محاورہ)	:	بات پر توجہ نہ دینا، اہمیت نہ دینا
قابو میں لانا	:	بس میں کرنا
کانا پھوسی کرنا (محاورہ)	:	چپکے چپکے باتیں کرنا، سرگوشی کرنا
اوسان خطا ہونا (محاورہ)	:	ہوش میں نہ رہنا، گھبرا جانا
کہکشاں	:	بہت سے چھوٹے ستاروں کی قطار جو رات میں سڑک کی طرح نظر آتی ہے
قطب ستارہ	:	اتّر اور دکھن میں چمکنے والا بڑا ستارہ

2۔ سوچیے اور بتائیے:

1۔ ریچھ، ستاروں کے ساتھ کیا شرارت کرتا تھا؟

2۔ ستاروں نے ریچھ کی شکایت کس سے کی؟

3۔ بوڑھے نے ریچھ کو قابو میں کرنے کی کیا ترکیب سوچی؟

© NCERT not to be republished

4۔ اوریؔن دیو کون تھا؟

5۔ اوریؔن دیو نے ریؔچھ کو کیسے قابو میں کیا؟

3۔ نیچے دی ہوئی خالی جگہوں کو بھریے:

1۔ یہ ریؔچھ دن بھر پڑا سوتا رہتا اور شام کے وقت اُٹھ کر ستاروں کو .... اور اُن سے ....کیا کرتا تھا۔

2۔ اگر تم زیادہ شرارتیں کروگے تو تم کو .... سے نکال دیا جائے گا۔

3۔ میں نے کیا دنیا کے جہازوں اور مسافروں کی................ کا ٹھیکا لیا ہے جو اُن کی فکر کروں۔

4۔ یکا یک اسے خیال آیا کہ................ سے مدد لینی چاہیے۔

5۔ باقی تین .... نے اس کی دُم پکڑ رکھی ہے۔

4۔ نیچے دیے ہوئے محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

اس کان سُننا اس کان نکال دینا　　　کانا پھوسی کرنا　　　سر کھُجانا　　　قلا بازیاں کھانا

5۔ سبق میں لفظ ''طاقت ور'' استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے طاقت والا۔ آپ بھی نیچے دیے ہوئے لفظوں کے آخر میں 'ور' لگا کر نئے لفظ بنائیے:

نام + ... = ...

دانش + ... = ...

دیدہ + ... = ...

پیشہ + ... = ...

جان + ... = ...

© NCERT not to be republished

سبق – 7

برسات اور پھسلن

برسات کا جہان میں لشکر پھِسل پڑا　　بادل بھی ہر طرف سے ہَوا پر پھسل پڑا
جَھڑیوں کا مینہ بھی آکے سراسر پھسل پڑا　　چھتّا کسی کا شور مچا کر پھسل پڑا
کوٹھا جُھکا، اٹاری گری، در پھسل پڑا

جَھڑیوں نے اس طرح کا دیا آکے جھڑ لگا　　سینے جدھر، اُدھر کو دھڑاکے کی ہے صدا
کوئی پکارے ہے مرا دروازہ گرِ چلا　　کوئی کہے ہے ہائے! کہوں تم سے اب میں کیا
تم در کو جھینکتے ہو مرا گھر پھسل پڑا

© NCERT not to be republished

چکنی زمیں پہ یاں تئیں کیچڑ ہے بے شمار　　کیسا ہی ہوشیار، پہ پھسلے ہے ایک بار
نوکر کا بس کچھ اس میں، نہ آقا کا اختیار　　کوچے گلی میں ہم نے تو دیکھا ہے کتنی بار
آقا جو ڈگمگائے تو نوکر پھسل پڑا

کوچے میں کوئی اور کوئی بازار میں گرا　　کوئی گلی میں گر کے ہے کیچڑ میں لوٹتا
رستے کے بیچ پاؤں کسی کا رپٹ گیا　　اس سب جگہ کے گرنے سے آیا جو بچ بچا
وہ اپنے گھر کے صحن میں آ کر پھسل پڑا

(نظیر اکبرآبادی)

مشق

1۔ پڑھیے اور سمجھیے:

جہان	:	دنیا
لشکر	:	فوج، بھیڑ
مینہ	:	بارش
سراسر	:	تمام، اس سرے سے اس سرے تک
چھتّا	:	گھاس پھوس کی چھت
اٹاری	:	چھت پر بنا چھوٹا کمرہ
جھڑی لگنا	:	لگاتار بارش ہونا

© NCERT not to be republished

در	:	دروازہ
جھینکنا	:	دکھڑا رونا، ماتم کرنا، افسوس کرنا
یاں تئیں	:	یہاں تک
آقا	:	مالک
کوچہ	:	گلی، تنگ راستہ
رَپٹنا	:	پھسلنا
صحن	:	آنگن

2۔ سوچیے اور بتائیے:

1۔ برسات کا لشکر پھِسل پڑنے سے کیا مراد ہے؟

2۔ دوسرے بند میں شاعر نے جھڑی لگنے کے کیا اثرات بیان کیے ہیں؟

3۔ برسات کی پھسلن سے گلی اور کوچوں کا منظر کیسا ہو گیا ہے؟

4۔ اس نظم میں کن کن چیزوں کے پھسلنے کا ذکر کیا گیا ہے؟

5۔ آخری بند میں کہاں، کہاں پھسلنے کا ذکر ہوا ہے؟

3۔ نیچے دیے ہوئے مصرعوں کو مکمل کیجیے:

1۔ جھڑیوں کا مینہ بھی آ کے..................

2۔ ....کہوں تم سے اب میں کیا

3۔ کوچے گلی میں ہم نے تو..................

4۔ ....ہے کیچڑ میں لوٹتا

5۔ وہ اپنے گھر کے صحن میں..................

© NCERT not to be republished

4۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

سراسر بازار اختیار ڈگمگانا صحن

5۔ خانوں کے مطابق مناسب لفظ لکھیے:

برسات لشکر بادل ہوا در زمین گلی صحن آقا اٹاری

مذکر					
مونث					

6۔ عملی کام:

☆ برسات سے متعلق ایک پیراگراف میں اپنے تجربات تحریر کیجیے۔

☆ اس نظم کا کون سا بند آپ کو پسند ہے اپنی کاپی میں لکھیے اور زبانی یاد کیجیے۔

نوٹ: اس نظم کو برسات کے موسم میں پڑھایا جائے۔

© NCERT not to be republished

سبق - 8

بات سے بات

شاہین : ارے بھائی جان! السلام علیکم

بھائی : وعلیکم السلام، آؤ آؤ خوش رہو۔ کیسی ہو؟

شاہین : اللہ– بھائی جان! آپ کو فرصت کہاں کہ ہماری خبر لیں۔

بچّہ : ماموں! ماموں! ہم آ گئے۔ آپ تو آتے ہی نہیں۔

شاہین : بیٹے! یہ کیا بات؟ سلام نہ دعا۔ لگے اِدھر اُدھر کی باتیں بنانے۔

بچّہ : امّی! آپ ہی نے تو کہا تھا کہ ماموں راستہ بھول گئے ہیں۔

امّی : ارے شاہین تم کب آئیں؟ ماشاءاللہ۔ ماشاءاللہ۔ گڈّو میاں بھی ہیں۔

شاہین : امّی جان! السلام علیکم۔ آپ لوگ بہت یاد آ رہے تھے۔ وہ بھی یاد کرتے ہیں۔

بچّہ : نانی جان! آداب عرض!

امّی : خوش رہو، بڑی عمر ہو۔ اپنی امّی کا کہنا مانا کرو۔ دل لگا کر پڑھ رہے ہو نا؟ اپنے ماموں کی طرح ڈاکٹر بننا ہے تمھیں۔

بھائی : امّی! کیا آپ کھڑے کھڑے ہی باتیں کریں گی؟ اور بھئی شاہین! ہمارا قصور معاف کرو۔ بیٹھ کر بھی تو

باتیں ہو سکتی ہیں۔ اب کچھ ناشتہ واشتہ بھی ہو جائے۔

ملازم : ارے چھوٹی بی بی! آپ کب آئیں۔ اور یہ شیطان کا خالو بھی آیا ہے۔ ہنستا ہے۔

شاہین : سلام راموکاکا! آپ خیریت سے ہیں؟

ملازم : شکر ہے اوپر والے کا۔

بچّہ : جاؤ ہم نہیں بولتے۔ شیطان کا خالو کیوں کہا ہمیں؟

شاہین : ارے! کیسے بول رہے ہو؟ راموکاکا ہم سب کے بڑے ہیں۔ ادب سے بات کرو۔

ملازم : رہنے دیں بی بی۔ میری جان آپ پر نچھاور۔ یہ نٹ کھٹ تو مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے۔ میرا ہے ہی کون؟

(گلا رُندھ جاتا ہے)

بچّہ : انکل! پلیز ہمیں معاف کر دیجیے۔

امّی : راموکاکا! آپ بوا سے کہہ کر ناشتہ لگوائیے اور گڈّو میاں کے لیے مٹھائی لائیے۔

بھائی : امّی ذرا دیکھیے۔ شاہین کتنی دبلی ہو رہی ہے۔ اس کا میاں تو کچھ خیال ہی نہیں کرتا۔

© NCERT not to be republished

بوا : اے ہے۔شاہین بیٹا! آپ کا رنگ کتنا دب گیا ہے۔میرے منہ میں خاک۔بخار وخار تو نہیں ہے؟

شاہین : دیکھیے امّی ! بھائی جان اور بُوا کو، مجھے بنا رہے ہیں۔اچھّی بھلی تو ہوں۔ہاں نہیں تو.......... بُوا آپ کیسی ہیں؟ بچوں کا حال کیا ہے؟

بوا : ارے بیٹا۔لڑکا تو دُبئ جا کر ہی بھول گیا۔لڑکی کا میاں، اسے تو، بس کیا کہوں۔

امّی : اے ہے، بوا! تم کو کیا تکلیف ہے۔ماشاء اللہ اپنا کھا رہی ہو۔اپنا پہن رہی ہو۔لڑکی کو اپنے پاس ہی بلا لو۔وہ کوئی بوجھ تھوڑی ہی ہے۔

بوا : گھر گھر کی یہی کہانی ہے۔

شاہین : بُوا! غم نہ کرو۔اللہ سب دیکھ رہا ہے۔بہتر ہی کرے گا۔

امّی : ایسی باتوں سے بڑا ہَول آتا ہے۔اللہ سب کی پریشانیاں دور کرے۔

بھائی : امّی ! ہمیں تو بس کام کرنا چاہیے۔جو ہمارا فرض ہے۔اُسے خوب دل لگا کر پورا کریں۔نتیجہ اللہ پہ چھوڑ دیں۔

مشق

1۔ پڑھیے اور سمجھیے :

شیطان کا خالو	:	شرارتی بچّوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے
جان نچھاور کرنا (محاورہ)	:	گہری محبت کا اظہار کرنا
نٹ کھٹ	:	شرارتی
رنگ دب جانا (محاورہ)	:	رنگ سانولا ہونا

© NCERT not to be republished

میرے منہ میں خاک (محاورہ) : بُرا اثر ہونے یا بُری نظر نہ لگنے کے لیے بولا جاتا ہے

ہَول آنا : ڈرنا، گھبرانا

2۔ سوچیے اور بتائیے:

1۔ شاہین نے بچے کو کس بات پر ٹوکا؟

2۔ نانی نے نواسے کے لیے کیا دعا اور نصیحت کی؟

3۔ بھائی نے بہن سے یہ کیوں کہا کہ ’’ہمارا قصور معاف کرو‘‘؟

4۔ راموکا کا گلا کس بات پر رُندھ گیا؟

5۔ شاہین نے بوا کو کس طرح تسلّی دی؟

3۔ نیچے دی ہوئی خالی جگہوں کو بھریے:

1۔ بیٹے! یہ کیا بات؟ سلام نہ دعا۔ لگے..............کی باتیں کرنے۔

2۔ امّی! کیا آپ..............ہی باتیں کریں گی؟

3۔ راموکا کا ہم سب کے بڑے ہیں۔..............سے بات کرو۔

4۔ امّی! ذرا دیکھیے۔ شاہین..............دبلی ہو رہی ہے۔

5۔ ایسی باتوں سے بڑا..............آتا ہے۔

4۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

فرصت نٹ کھٹ قصور تکلیف نتیجہ

5۔ مثال کے مطابق حصّہ ’الف‘ اور حصّہ ’ب‘ کے صحیح جوڑ ملائیے:

الف	ب
آداب	تکلیف
خیالات	فرض
حالات	شیطان
تکالیف	ادب
فرائض	نتیجہ
شیاطین	خیال
نتائج	حال

6۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کے متضاد لکھیے:

خوش بھولنا بڑے بَھلی

7۔ غور کرنے کی بات:

’’ناشتہ واشتہ‘‘ اور ’’بخار وخار‘‘ یہ الفاظ دو ٹکڑوں سے بنے ہیں۔ پہلا بامعنی ہے دوسرا بے معنی۔ گفتگو میں ایسے الفاظ عام طور سے آتے ہیں۔ اس سے ہماری گفتگو رواں ہو جاتی ہے۔

8۔ عملی کام:

☆ اس کہانی میں جن رشتوں کا ذکر ہوا ہے ان کی فہرست بنائیے اور ان رشتوں پر ایک ایک جملہ لکھیے۔

☆ اس سبق سے ضمیر متکلم، حاضر اور غائب کی دو دو مثالیں تلاش کر کے اپنی کاپی میں لکھیے۔

© NCERT not to be republished

سبق - 9

ایک انوکھا عجائب گھر

سلمان، حنا اور جاوید اس بات پر بحث کر رہے تھے کہ وہ کون سی جگہ ہے جہاں صرف ہندوستان کی ہی نہیں بلکہ دنیا کی پرانی سے پرانی چیزیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ اصل میں ابّو نے اُن سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ سب اچھے نمبروں سے پاس ہوگئے تو انھیں ایسی جگہ لے جائیں گے جہاں وہ پوری دنیا کی تہذیب کا نظّارہ کر سکتے ہیں۔

اتنے میں امّی آ گئیں۔ انھوں نے بچّوں کو پریشان دیکھا تو اُن کی مدد کے لیے کچھ نشانیاں بتاتے ہوئے کہا کہ اُس جگہ ہندوستان کے ساتھ ہی پورے ایشیا اور یورپ کی نادر چیزیں دیکھی جا سکتی ہیں۔ اس میں چین کے برتن، جاپان کی لاکھ سے بنی چیزیں اور نیپال، تھائی لینڈ اور تبّت کے لکڑی اور جڑاؤ کام کے نمونے ہیں۔ ان کے علاوہ طرح طرح کے مجسمے، قیمتی پتھر، مینا کاری کے نمونے اور پینٹنگ وغیرہ قابلِ دید ہیں۔

یہ سُن کر سلمان نے کہا کہ آپ ہمیں اُس جگہ کا نام بتا دیجیے۔ ہم ابّو سے کچھ نہیں کہیں گے۔

امّی مسکرائیں اور بولیں

''وہ آپ کو اچانک اُس جگہ لے جا کر حیرت میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ نام بتانے سے سارا مزا کِرکرا ہو جائے گا۔''

''تو پھر یہ بتا دیجیے کہ وہ جگہ ہمارے شہر حیدر آباد میں ہی ہے؟'' حِنا نے پوچھا۔

امّی نے مسکراتے ہوئے کہا ''جی ہاں۔''

''جی ہاں'' جاوید چلّایا۔ ''میں تو پہلے ہی کہہ رہا تھا۔'' تینوں بچّے کھڑے ہو گئے اور خوشی سے اُچھلنے لگے۔

''ہمیں معلوم ہے کہ ابّو ہمیں کہاں لے جائیں گے'' حِنا نے دعوا کیا۔ اتنے میں ابّو بھی کمرے میں داخل ہوئے۔ سلمان بھاگ کر ابّو سے لپٹ گیا اور کہنے لگا کہ آپ اب ہمیں حیرت میں نہیں ڈال سکتے۔

حنا اور جاوید نے قہقہہ لگایا۔ ابّو نے پوچھا ''بتایئے ہم آج آپ کو کہاں لے جانے والے ہیں۔'' جاوید نے سلمان کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور ابّو سے پوچھا ''اچھا آپ یہ بتایئے کہ وہاں مغلوں کے زمانے کا کیا کیا سامان ہے؟''

ابّو نے مسکرا کر جواب دیا ''وہاں مغلوں کے استعمال کی بہت سی نادر چیزیں ہیں۔ ان میں ایک چھوٹا سا قرآن مجید بھی ہے جس پر تین مغل بادشاہوں جہاں گیر، شاہجہاں اور اورنگ زیب کے دستخط ہیں۔''

''تو کیا وہاں ٹیپو سلطان کا عمامہ اور کُرسی بھی ہے؟'' جاوید نے سوالیہ انداز میں کہا۔ ابھی ابّو نے جواب بھی نہیں دیا تھا کہ حِنا چلّائی، ''آپ ہمیں سالار جنگ میوزیم لے جا رہے ہیں۔''

ابّو نے راستے میں بچوں کو بتایا کہ پہلے یہ میوزیم 16 دِسمبر 1951 کو حیدر آباد میں سالار جنگ کی رہائش گاہ کی دیوان دیوڑھی میں قائم کیا گیا تھا۔ ہندوستانی پارلیمنٹ نے 1961 میں ایک قانون پاس کر کے اس عجائب گھر کو قومی سطح کا ادارہ بنا دیا۔ 1968 میں یہ عجائب گھر ایک چار منزلہ عمارت میں منتقل کر دیا گیا۔

ابّو کی بات ختم ہونے پر سلمان نے پوچھا ''یہ میوزیم کس نے بنوایا تھا؟''

ابّو نے جواب دیا ''اس میوزیم میں سالار جنگ خاندان کی تین پشت کا جمع کیا ہوا ساز و سامان ہے جس میں سالار جنگ سوئم نواب میر یوسف علی خاں کا اہم رول تھا۔ اسی لیے یہ بات مشہور ہے کہ یہ میوزیم دنیا بھر میں کسی ایک شخص کا جمع کیا ہوا فنونِ لطیفہ کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے۔''

میوزیم میں داخل ہوتے وقت امّی نے بتایا کہ یہاں موجودہ چیزیں سالار جنگ کے ذریعے جمع کیے گئے سرمایے کا صرف آدھا حصہ ہیں۔ کچھ حصہ ان کے ملازمین لے گئے اور کچھ حصہ میوزیم کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے وقت کھو گیا یا غائب کر دیا گیا۔

ابّو نے کہا کہ یہ سرمایہ دنیا کی مختلف تہذیبوں سے تعلق رکھتا ہے۔ ان میں سندھ، مصر، میسو پوٹامیا، یونان کی تہذیبیں خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں۔ میوزیم میں دنیا بھر سے لائی گئی 43,000 چیزیں رکھی گئی ہیں جن کا تعلق الگ الگ فنون سے ہے۔ اس کے علاوہ 50,000 کتابیں بھی نمائش کے لیے رکھی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ محمد قلی قطب شاہ کا دیوان بھی ہے جسے گولکنڈہ کے شاہی کتب خانے سے لایا گیا ہے۔

اس کے بعد سب میوزیم دیکھنے لگے۔ یہاں ہر قسم کی چیزوں کے لیے الگ الگ کمرے اور گیلریاں بنائی گئی ہیں۔ ایک گیلری میں مجسمے، دوسری میں قیمتی پتھر، تیسری میں برتن وغیرہ ہیں۔ اسی طرح ایک گیلری میں صرف گھڑیاں اور گھنٹے، ایک میں کپڑے اور ایک میں ہاتھی دانت کا سامان رکھا گیا ہے۔ ایک کمرے میں سالار جنگ کی ذاتی اشیا کی بھی نمائش کی گئی ہے۔ اس میں اُن کو پیش کیے جانے والے تمغے، زردوزی کی شیروانیاں اور خوب صورت مسند ہیں۔ اسی کمرے میں سالار جنگ سوئم میر یوسف علی خاں کی ایک بڑی تصویر بھی ہے۔ ساتھ ہی نواب صاحب کے کپڑے، کتابیں، فرنیچر اور دیگر اشیا بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔

میوزیم میں دوسری یا تیسری صدی کا گوتم بدھ کا مجسمہ اور مختلف مذاہب کے دیوی دیوتاؤں کی پتھر، کانسے اور لکڑی سے بنی ہوئی مورتیاں بھی موجود ہیں۔ ان کے علاوہ اٹلی، جرمنی اور فرانس سے خریدے گئے کچھ مشہور مجسمے بھی ہیں۔

میوزیم سے واپس آتے وقت سب خاموش تھے۔ ابّو نے بچوں کی طرف حیرت سے دیکھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اب بھی میوزیم میں کھوئے ہوئے ہیں۔ ابّو مسکراتے ہوئے بولے ”کسی نے سچ کہا ہے کہ یہ میوزیم وقت اور مقام کی قید سے آزاد ہے۔“

مشق

1۔ پڑھیے اور سمجھیے:

عجائب	:	عجیب کی جمع، حیرت انگیز چیزیں
عجائب گھر	:	وہ جگہ جہاں پرانی اور نایاب چیزیں نمائش کے لیے رکھی جائیں، میوزیم
تہذیب	:	کلچر، رہن سہن، آدابِ زندگی
نادر	:	انوکھی، کم یاب
مینا کاری	:	زیوروں اور پتھروں پر نقش بنا کر ان میں رنگ اور جواہرات بھرنا
عِمامہ	:	پگڑی، دستار، صافہ
رہائش گاہ	:	گھر، رہنے کی جگہ
منتقل کرنا	:	کسی چیز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا
ادارہ	:	انسٹی ٹیوٹ
پُشت	:	نسل
سوئم	:	تیسرا
فنون	:	فن کی جمع، ہنر، کاری گری
ذخیرہ	:	جمع کی ہوئی چیزیں
ملازمین	:	ملازم کی جمع، خدمت گار، نوکر
دیوان	:	شاعر کے کلام کا مجموعہ
کتب خانہ	:	کتابیں رکھنے کی جگہ، لائبریری

© NCERT not to be republished

اشیا	:	شے کی جمع، چیزیں
زردوزی	:	سونے کے تار یا سنہرے تار کی کڑھائی
مسند	:	تکیہ لگا کر بیٹھنے کی جگہ، تخت
مذاہب	:	مذہب کی جمع، دھرم

2۔ سوچیے اور بتائیے:

1۔ سلمان، حنا اور جاوید کس بات پر بحث کر رہے تھے؟

2۔ سالار جنگ میوزیم پہلے کہاں قائم کیا گیا تھا؟

3۔ میوزیم کا سامان جمع کرنے میں کس شخص نے اہم رول ادا کیا؟

4۔ میوزیم میں کل کتنی چیزیں اور کتابیں ہیں؟

5۔ سالار جنگ کی کون کون سی چیزیں میوزیم میں موجود ہیں؟

3۔ نیچے دی ہوئی خالی جگہوں کو بھریے:

1۔ نام بتانے سے سارا مزا.................ہو جائے گا۔

2۔ اچھا آپ یہ بتائیے کہ وہاں.................کے زمانے کا کیا کیا سامان ہے؟

3۔ اس کے علاوہ.....................کتابیں بھی نمائش کے لیے رکھی گئی ہیں۔

4۔ یہاں ہر قسم کی چیزوں کے لیے الگ الگ.................اور.....................بنائی گئی ہیں۔

5۔ ایک کمرے میں سالار جنگ کی.................کی بھی نمائش کی گئی ہے۔

4۔ نیچے دیے ہوئے واحد لفظوں کو جمع اور جمع کو واحد میں بدل کر لکھیے:

فنون	تصویر	ملازمین	عمارت	مذاہب
تمغہ	کتب	جواب	اشیا	تعلق

© NCERT not to be republished

5۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

رہائش گاہ　　تہذیب　　کتب خانہ　　نمائش　　آزاد

6۔ بلند آواز سے پڑھیے

عجائب گھر　　منتقل　　فنونِ لطیفہ　　عمامہ　　زردوزی　　دستخط

7۔ غور کیجیے:

''سازوسامان'' دو لفظوں کا مرکّب ہے۔ ''ساز'' اور ''سامان''۔ ان دونوں لفظوں کو ''و'' کے ذریعے ملایا گیا ہے۔ اسے ''حرفِ عطف'' کہتے ہیں۔ یہ ہمیشہ 'اور' کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور پہلے لفظ سے ملا کر پڑھا جاتا ہے۔ اسی طرح کچھ اور الفاظ ذیل میں دیے گئے ہیں جن میں حرفِ عطف 'و' 'اور' کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

سوال و جواب　　آمدورفت　　گل و بلبل　　رنج و غم　　صبح و شام　　نیک و بد

8۔ عملی کام:

☆ اگر آپ کے شہر میں کوئی میوزیم یا تاریخی عمارت ہے تو اس کی سیر کیجیے اور اس سے متعلق کتابیں پڑھ کر معلومات حاصل کیجیے۔

© NCERT not to be republished

سبق – 10

جگنو اور بچہ

سناؤں تمھیں بات اک رات کی   کہ وہ رات اندھیری تھی برسات کی
چمکنے سے جگنوؤ کے تھا اِک سماں   ہَوا پر اُڑیں جیسے چنگاریاں
پڑی ایک بچّے کی اُن پر نظر   پکڑ ہی لیا ایک کو دَوڑ کر
چمک دار کیڑا جو بھایا اُسے   تو ٹوپی میں جھَٹ پَٹ چھُپایا اُسے
وہ جھَم جھَم چمکتا اِدھر سے اُدھر   پھِرا، کوئی رستہ نہ پایا مگر
تو غم گین قیدی نے کی التجا   کہ چھوٹے شکاری! مجھے کر رِہا

جگنو

خدا کے لیے چھوڑ دے چھوڑ دے   مری قید کے جال کو توڑ دے

© NCERT not to be republished

بچہ

کروں گا نہ آزاد اُس وقت تک
کہ میں دیکھ لوں دن میں تیری چمک

جگنو

چمک میری دن میں نہ دیکھو گے تم
اُجالے میں ہوجائے گی وہ تو گُم

بچہ

ارے چھوٹے کیڑے نہ دے دَم مجھے
کہ ہے واقفیت ابھی کم مجھے
اجالے میں دن کے کُھلے گا یہ حال
کہ اتنے سے کیڑے میں کیا ہے کمال
دھواں ہے نہ شعلہ نہ گرمی نہ آنچ
چمکنے کی تیرے کروں گا میں جانچ

جگنو

یہ قدرت کی کاری گری ہے جناب
کہ ذرّے کو چمکائے جوٗں آفتاب
مجھے دی ہے اِس واسطے یہ چمک
کہ تم دیکھ کر مجھ کو جاؤ ٹِھٹک
نہ الّھڑ پنے سے کرو پائمال
سنبھل کر چلو آدمی کی سی چال

(محمد اسمٰعیل میرٹھی)

© NCERT not to be republished

مشق

1۔ پڑھیے اور سمجھیے:

جگنو	:	رات میں چمکنے والا ایک کیڑا
سماں	:	منظر، نظارہ
غم گین	:	غم میں ڈوبا ہوا، اُداس
التجا	:	درخواست، گزارش
دَم دینا (محاورہ)	:	دھوکا دینا
واقفیت	:	جانکاری
قدرت	:	طاقت، اللہ کی شان
کاری گری	:	ہنرمندی
جوں	:	جس طرح، مانند، جیسے
آفتاب	:	سورج
الّھڑ پن	:	نادانی، شوخی
پائمال کرنا	:	پاؤں سے کچلنا، برباد کرنا

2۔ سوچیے اور بتائیے:

1۔ بچے نے جگنو کو کیوں قید کیا؟

2۔ جگنو نے بچّے سے کیا التجا کی؟

3۔ بچہ، جگنو، کو آزاد کیوں نہیں کرنا چاہتا؟

© NCERT not to be republished

4۔ آخر میں جگنو نے بچّے کو کیا جواب دیا؟

5۔ آدمی کی سی چال چلنے کا کیا مطلب ہے؟

3۔ نظم کے مطابق مصرعوں کو مکمّل کیجیے:

1۔ سناؤں تمھیں بات ....

2۔ .... جیسے چنگاریاں

3۔ چمک دار کیڑے ....

4۔ .... نہ پایا مگر

5۔ کہ چھوٹے شکاری! ....

4۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

نظر التجا قیدی آفتاب شعلہ

5۔ کس نے کس سے کہا، لکھیے؟

1۔ مری قید کے جال کو توڑ دے ....

2۔ کہ میں دیکھ لوں دن میں تیری چمک ....

3۔ اجالے میں ہو جائے گی وہ تو گُم ....

4۔ کہ ہے واقفیت ابھی کم مجھے ....

5۔ سنبھل کر چلو آدمی کی سی چال ....

6۔ غور کرنے کی بات:

اس نظم میں ’’اندھیری رات‘‘، ’’چمک دار کیڑا‘‘، ’’غم گین قیدی‘‘، ’’چھوٹے شکاری‘‘، ’’اتنے سے کیڑے‘‘

© NCERT not to be republished

وغیرہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ان میں پہلا لفظ دوسرے لفظ کی اچھائی یا برائی ظاہر کر رہا ہے۔ ایسے لفظوں کو 'صفت' کہتے ہیں اور جن لفظوں کی اچھائی یا برائی ظاہر کی گئی ہے وہ 'اسم' ہیں۔

7۔ عملی کام:

☆ یہ نظم مکالمے کی شکل میں ہے۔ یعنی جگنوؤ اور بچّے کے درمیان گفتگو ہو رہی ہے۔ اس گفتگو کو اپنی زبان میں لکھیے۔

☆ شروع کے چھے اشعار میں جو منظر بیان کیا گیا ہے اسے اپنی کاپی میں لکھیے۔

© NCERT not to be republished

سبق – 11

ہندوستان کی چند مشہور خواتین

تاریخ گواہ ہے کہ تمام بندشوں کے باوجود خواتین نے ہر دور میں نمایاں کارنامے انجام دیے ہیں۔ سیاست کی سوُجھ بوُجھ ہو یا میدانِ جنگ میں بہادری سے لڑنا، فنونِ لطیفہ ہو یا شعر و ادب یا پھر کھیل کود کا میدان، خواتین نے ہر جگہ اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا ہے۔ یہاں کچھ ایسی ہی خواتین کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

زیب النسا بیگم

مغل خاندان میں نور جہاں کے بعد جس خاتون نے شہرت حاصل کی وہ زیب النسا بیگم ہیں۔ وہ عالم گیر کی سب سے بڑی بیٹی تھیں اور نہایت ذی علم خاتون تھیں۔ فارسی میں شعر کہتی تھیں۔ مخفؔی ان کا تخلص تھا۔ شعر گوئی کے علاوہ انھیں عمارتیں بنوانے کا بھی شوق تھا۔ انھوں نے زینت المساجد کے نام سے ایک شان دار مسجد تعمیر کرائی۔ یہ دہلی کے مشہور علاقے دریا گنج میں واقع ہے اور گھٹا مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ یہ مغلیہ طرزِ تعمیر کا بہترین نمونہ ہے۔

نشاط النسا بیگم

مولانا حسرؔت موہانی کی بیگم نشاط النسا بیگم اُن وطن پرست خواتین میں شامل ہیں جنھوں نے ملک و قوم کے لیے بڑی قربانیاں دیں۔ وہ سیاسی اور عوامی جدوجہد کے میدان میں 13 اپریل 1916 کو اس وقت اتریں جب ان کے شوہر مولانا حسرؔت موہانی دوسری بار جیل گئے۔ پردے کی پابندی کا لحاظ رکھتے ہوئے وہ مولانا کے ساتھ سیاسی جلسے جلوس میں شریک ہوتیں۔ ان کی مالی حالت کمزور تھی اور مولانا جیل میں تھے لیکن انھوں نے کبھی مدد کے لیے ہاتھ دراز نہیں کیے۔ کتابیں، اخبارات اور رسائل فروخت کر کے گھر کا خرچہ چلایا اور مولانا کے لیے مقدمات لڑنے کا انتظام کیا۔ وہ سودیسی

© NCERT not to be republished

تحریک کی سرگرم رکن تھیں اور جب مولانا نے علی گڑھ میں خلافت اسٹور قائم کیا تو اُس کی دیکھ بھال بھی نشاط النسا بیگم نے کی۔ ہندوستان کی مکمل آزادی کے مطالبے کی حمایت کرنے والی وہ پہلی خاتون تھیں۔

بیگم اختر

بیگم اختر کی پیدائش 7 اکتوبر 1917 کو اتر پردیش کے شہر فیض آباد میں ہوئی۔ انھوں نے خاندانی روایات کی طرز پر موسیقی کی تعلیم حاصل کی۔ انھوں نے اپنی دل چسپی اور ریاض سے غزل گائیکی کے نئے معیار قائم کیے اور انھوں نے غزل گائیکی میں ٹھمری کو ایک فن بنا دیا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ بیگم اختر اور غزل گائیکی دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں۔

بیگم اختر کی شادی لکھنؤ کے معروف بیرسٹر اشتیاق احمد عبّاسی سے ہوئی۔ ان کے خاندان کی روایتوں کی وجہ سے انھیں موسیقی سے دوُر رہنا پڑا۔ مگر موسیقی ترک کرنے سے ان کی صحت پر بُرا اثر ہوا اور وہ مستقل بیمار رہنے لگیں۔ ڈاکٹروں کے مشورے سے انھوں نے دوبارہ گانا شروع کیا اور تندرست ہوگئیں۔

فن موسیقی میں بیگم اختر نے غیر معمولی شہرت حاصل کی۔ انھوں نے فلموں میں اداکاری بھی کی اور گانے بھی گائے لیکن ان کی شہرت اور مقبولیت کی اہم وجہ غزل سرائی ہی ہے۔ بیگم اختر کی خدمات کے اعتراف میں حکومتِ ہند نے انھیں پدم شری اور پدم بھوشن کے اعزاز سے نوازا۔ انھیں ساہتیہ ناٹک اکادمی ایوارڈ بھی دیا گیا۔

زندگی کی آخری سانس تک وہ موسیقی سے وابستہ رہیں۔ احمد آباد میں غزل سرائی کے ایک پروگرام کے دوران ان کی طبیعت خراب ہوئی اور اس بیماری میں ہی 7 اکتوبر 1974 کو اس دنیا سے رخصت ہوگئیں۔ ان کی آواز اور غزل سرائی کا ان کا انداز آج بھی زندہ ہے۔

© NCERT not to be republished

مشق

1۔ پڑھیے اور سمجھیے :

خواتین	:	خاتون کی جمع
لوہا منوانا (محاورہ)	:	لوگوں کو اپنی بہادری کا قائل کرنا، اپنی اہمیت کا احساس دلانا
ذی علم	:	علم والا، جاننے والا
واقع ہونا	:	موجود ہونا
طرزِ تعمیر	:	تعمیر کا انداز، تعمیر کا طریقہ
وطن پرست	:	وطن سے محبت کرنے والا
ہاتھ دراز کرنا	:	ہاتھ پھیلانا، لوگوں سے مدد مانگنا
فروخت کرنا	:	بیچنا
مقدمات	:	مقدمہ کی جمع
سرگرم	:	محنتی، جوش سے بھری ہوئی
رکن	:	ممبر
مطالبہ کرنا	:	مانگنا، طلب کرنا
روایات	:	روایت کی جمع
طرز	:	طریقہ
ریاض	:	محنت، مشق
معروف	:	مشہور، نامی گرامی

© NCERT not to be republished

غیر معمولی	:	اُمید سے زیادہ
خدمات	:	خدمت کی جمع
اعتراف	:	تسلیم
وابستہ رہنا	:	تعلق رکھنا

2۔ سوچیے اور بتائیے:

1۔ زیب النسا بیگم کون تھیں؟

2۔ زیب النسا نے کون سی مسجد تعمیر کرائی۔ یہ کہاں واقع ہے؟

3۔ نشاط النسا بیگم حسرتؔ موہانی کی مدد کس طرح کرتی تھیں؟

4۔ ''بیگم اختر اور غزل گائیکی دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں'' اس جملے کی وضاحت کیجیے۔

5۔ بیگم اختر کو حکومتِ ہند نے کون کون سے اعزاز دیے؟

3۔ جملوں میں استعمال کیجیے:

لوہا ماننا فن تعمیر آغاز روشن خیال آگاہی

4۔ واحد سے جمع اور جمع سے واحد بنا کر لکھیے:

خواتین شعر فن حالات عمارت مسائل خدمات اعزاز

5۔ عملی کام:

☆ ہندوستان کی پانچ مشہور خواتین کے نام لکھیے اور یہ بھی بتائیے کہ انھوں نے کس میدان میں خدمات انجام دی ہیں؟

© NCERT not to be republished

سبق - 12

بے وقوف کہیں کے

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ راجا بھوج کچھ پریشان تھے۔ پریشانی کی کوئی خاص وجہ نہیں تھی۔ بس یوں ہی پریشان تھے۔ ان کا دل کسی بھی کام میں نہیں لگ رہا تھا۔ طبیعت بے چین تھی۔ اُن کی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کریں کیا نہ کریں؟ انھوں نے سوچا رانی کے پاس چل کر بیٹھیں۔ شاید اس طرح دل بہل جائے۔ یہ سوچتے سوچتے وہ بے خیالی میں رانی کے کمرے میں چلے گئے۔ انھوں نے رانی کو پہلے سے یہ اطلاع بھی نہیں بھجوائی کہ وہ آ رہے ہیں۔

رانی اس وقت اپنی ایک سہیلی کے ساتھ بیٹھی تھی، وہ دونوں آپس میں کچھ باتیں کر رہی تھیں۔ راجا بھوج نے کچھ سوچا نہ سمجھا، سیدھے رانی کی طرف بڑھے اور بے خیالی میں رانی اور اس کی سہیلی کے بیچ جا کھڑے ہوئے۔ رانی کی سہیلی نے راجا کو جو اپنے اتنے قریب دیکھا تو مارے شرم کے دوہری ہوگئی اور لجاتی گھبراتی وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی۔

راجا بھوج محل کے آداب کا ہمیشہ خیال رکھتے تھے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ وہ اطلاع دیے بغیر، آداب کے خلاف اس طرح اچانک رانی کے پاس چلے گئے۔ رانی کو ان کی یہ بات بہت بُری لگی، وہ اک دم سے بول اُٹھی: ”بے وقوف کہیں کے!“

رانی نے یہ بات کہی تو دھیرے سے تھی لیکن راجا بھوج نے سُن لی۔ وہ جانے کس اُدھیڑبُن میں تھے کہ اس بات کا مطلب نہ سمجھے۔ ایسی ناگوار بات سُن لینے کے بعد وہ رانی کے پاس نہیں رُکے، سیدھے دربار میں آ کر اپنے تخت پر بیٹھ گئے۔

دربار میں بیٹھے بیٹھے وہ سوچنے لگے کہ رانی نے انھیں ایسا کیوں کہا؟ وہ جتنا زیادہ سوچتے جاتے تھے، ان کی اُلجھن اتنی ہی بڑھتی جاتی تھی۔ رانی نے جو بات کہی تھی اُس کی وجہ ان کی سمجھ میں بالکل نہ آئی۔ وہ پہلے سے بھی زیادہ بے چین اور پریشان ہوگئے — پھر تو ان کی یہ حالت ہوگئی کہ اس بات کے علاوہ ان کے دماغ میں کوئی اور بات ہی نہ رہی۔ دربار میں جو کوئی بھی آتا، راجا اُسے دیکھ کر دھیرے سے کہتے — ''بے وقوف کہیں کے۔'' لیکن یہ بات اس طرح کہتے کہ جسے کہہ رہے ہیں، وہ بھی سُن لے۔

بہت دیر تک یہی ہوتا رہا۔ لوگ آتے رہے اور راجا انھیں ''بے وقوف کہیں کے'' کہتے رہے۔ درباریوں نے پہلے تو انھیں حیرت سے دیکھا، پھر سب آپس میں کھُسر پھُسر کرنے لگے کہ راجا کو آخر ہو کیا گیا ہے!

کوئی کہتا — ''راجا کا دماغ چل گیا۔''

کوئی کہتا — ''راجا پر کچھ سنک سوار ہوگئی ہے۔''

کوئی کہتا — ''اس کے دماغ پر گرمی چڑھ گئی ہے۔''

اس طرح سارے درباری راجا کی دماغی حالت پر شک کرنے لگے۔ ماگھ پنڈت راجا کی یہ حالت دیکھ کر بہت پریشان ہوئے اور سوچنے لگے، اس بات میں ضرور کوئی بھید ہے۔ لیکن راجا ان سب باتوں سے بے پروا اپنی دُھن میں ہر آنے والے کو ''بے وقوف کہیں کے'' کہتے جا رہے تھے۔

یکا یک سامنے سے کالی داس آتے دکھائی دیے۔ وہ راجا بھوج کے دربار کے سب سے بڑے شاعر تھے۔ راجا اُن کی بہت عزت کرتا تھا۔ سب کی نظریں کالی داس کے چہرے پر جم گئیں کہ دیکھیں راجا کالی داس کو بھی ''بے وقوف کہیں کے'' کہتے ہیں یا نہیں؟

جب کالی داس راجا کے قریب آئے اور انھیں سلام کر کے بیٹھنے لگے تو راجا نے دھیرے سے کہا ''بے وقوف کہیں کے!''

کالی داس نے راجا کی بات سُن لی، وہ بیٹھتے بیٹھتے رُک گئے۔ انھوں نے پہلے تو راجا کی طرف غور سے دیکھا، راجا بہت سنجیدہ نظر آیا۔ پھر انھوں نے درباریوں پر ایک نظر ڈالی۔ سارے درباری خاموش تھے اور ان ہی کو دیکھ رہے تھے۔ کالی داس بھی سنجیدہ ہو گئے۔ تھوڑی دیر تک وہ کچھ سوچتے رہے، پھر بولے:

غلطی ہو مجھ سے تو معاف کرو
راجا جی میرے ساتھ انصاف کرو
رستے کے بیچ میں نے کچھ کھایا نہیں
بے سُر گانا کوئی گایا نہیں
گُزری ہوئی باتوں کی چِنتا نہ کی
احسان کر کے جتایا نہ کبھی
دو لوگ کرتے ہوں باتیں جہاں
ان کے بیچ پہنچا نہ بھول کے کبھی
بات میں آپ کی جو بھید ہے گہرا
تو بتلاؤ کیوں کر میں بے وقوف ٹھہرا

اب راجا کی سمجھ میں ساری بات آ گئی کہ رانی نے انھیں ''بے وقوف کہیں کے'' کیوں کہا تھا۔ وہ کالی داس کی اس بات پر بہت خوش ہوئے۔

مشق

1۔ پڑھیے اور سمجھیے:

شرم سے دوہری ہونا (محاورہ)	:	شرم سے جھک جانا، بہت زیادہ شرمانا
آداب	:	طور طریقے
اُدھیڑ بن	:	الجھن
ناگوار	:	ناپسندیدہ، جو گوارا نہ ہو
کھُسر پھُسر کرنا (محاورہ)	:	چپکے چپکے باتیں کرنا

2۔ سوچیے اور بتائیے:

1۔ راجا بھوج بے خیالی میں کہاں پہنچ گئے؟

2۔ رانی کی سہیلی اچانک کمرے سے کیوں بھاگ کھڑی ہوئی؟

3۔ رانی نے اپنی ناگواری کا اظہار راجا سے کس طرح کیا؟

4۔ رانی کی کہی ہوئی بات کا راجا پر کیا اثر ہوا؟

5۔ درباریوں نے راجا کے بارے میں کیا کہنا شروع کر دیا؟

6۔ کالی داس کی کس بات سے راجا کی سمجھ میں ساری بات آ گئی؟

3۔ نیچے دی ہوئی خالی جگہوں کو بھریے:

1۔ یہ سوچتے سوچتے وہ................میں رانی کے کمرے چلے گئے۔

2۔ راجا بھوج محل کے........................کا ہمیشہ خیال رکھتے تھے۔

3۔ ایسی.................بات سن لینے کے بعد وہ رانی کے پاس نہیں رکے۔

© NCERT not to be republished

4۔ اس طرح سارے درباری راجا کی دماغی حالت پر.....................کرنے لگے۔

5۔ کالی داس راجا بھوج کے دربار کے سب سے بڑے...............تھے۔

4۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

قریب　　الجھن　　بھید　　شاعر　　خوش

5۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کی جمع بنا کر لکھیے :

خیال　　موقع　　اطلاع　　حالت　　شاعر　　احسان　　فکر

6۔ سبق میں لفظ 'فکرمند' استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہیں فکر کرنے والا۔ آپ بھی نیچے دیے ہوئے لفظوں کے آخر میں 'مند' لگا کر لفظ بنائیے اور ان کے معنی لکھیے۔

ضرورت　　حاجت　　عقل　　غیرت　　دولت　　درد

7۔ سبق میں لفظ 'سنجیدہ' استعمال ہوا ہے۔ یہ صفت ہے۔ اس سے لفظ 'سنجیدگی' بنا ہے جو اسم ہے۔ اسی طرح نیچے دیے ہوئے لفظوں کو اسم میں بدل کر لکھیے۔

زندہ　　شرمندہ　　بندہ　　شائستہ　　شگفتہ

8۔ عملی کام:

☆ اس کہانی کو اپنے اسکول کے سالانہ جلسے میں استاد کی مدد سے اسٹیج کیجیے۔

© NCERT not to be republished

سبق – 13

بَہار کی ایک دوپہر

بے چین ہیں ہوائیں، بادل ہے ہلکا ہلکا
بھیڑیں چَرا رہی ہیں دوشیزگانِ صحرا
کچھ لڑکیاں چَنے کے کھیتوں میں گا رہی ہیں
کچھ پھُول چُن رہی ہیں کچھ ساگ کھا رہی ہیں
بوڑھا کسان اپنی گاڑی پہ جا رہا ہے
کھیتوں کو دیکھتا ہے اور سَر ہِلا رہا ہے
زیرِ قدم جو برگِ پژمُردہ آ رہے ہیں
ہر گام پر کُچل کر نغمے سُنا رہے ہیں

© NCERT not to be republished

خورشید، بادلوں میں کَشتی جو کھے رہا ہے
کوّوں کا بولنا تک اک لُطف دے رہا ہے
کھیتوں پہ دُھندلی کرنیں چمک رہی ہیں
سر سبز جھاڑیوں میں چِڑیاں پُھدَک رہی ہیں
سوٗرج ہے سر پہ، بادل سایہ کیے ہوئے ہیں
ٹھنڈی ہَوا کے جھونکے گرمی لیے ہوئے ہیں
غُنچے چٹک رہے ہیں گلزارِ زندگی کے
دَر کُھل رہے ہیں دِل پر اسرارِ زندگی کے

(جوشؔ ملیح آبادی)

© NCERT not to be republished

مشق

1۔ پڑھیے اور سمجھیے:

دوشیزہ	:	لڑکی (واحد)
دوشیزگان	:	لڑکیاں (جمع)
صحرا	:	جنگل، ریگستان، بیابان
دوشیزگانِ صحرا	:	جنگل میں رہنے والی لڑکیاں
زیر	:	نیچے

قدم	:	پاؤں
زیرِ قدم	:	پاؤں کے نیچے، پَیر کے نیچے
برگ	:	پتّا
پژمردہ	:	مرجھایا ہوا، اداس
برگِ پژمردہ	:	سوکھا ہوا پتّا
گام	:	قدم
خورشید	:	سورج
کھینا	:	کشتی چلانا
لطف	:	مزہ
سرسبز	:	ہری بھری
غنچے	:	کلیاں
گل زار	:	باغ
گلزارِ زندگی	:	زندگی کا باغ
اسرار	:	بھید، راز
اسرارِ زندگی	:	زندگی کے راز، زندگی کے بھید
در	:	دروازہ

2۔ سوچیے اور بتایئے:

1۔ نظم کے پہلے دو اشعار میں کس منظر کا بیان کیا گیا ہے؟

2۔ کسان کھیتوں کو دیکھ کر اپنا سر کیوں ہلا رہا ہے؟

© NCERT not to be republished

3۔ پتّے کس طرح نغمہ سنا رہے ہیں؟

4۔ ''خورشید بادلوں میں کشتی جو کھے رہا ہے'' سے کیا مراد ہے؟

3۔ مصرعوں کے سامنے لکھے ہوئے لفظوں میں سے صحیح لفظ چن کر خالی جگہ میں بھریے:

1۔ .... چرا رہی ہیں دوشیزگانِ صحرا (بکریاں/گائیں/بھیڑیں)

2۔ بوڑھا کسان اپنی .... پہ جا رہا ہے (سائیکل/گاڑی/اسکوٹر)

3۔ خورشید .... میں کشتی جو کھے رہا ہے (دریا/بادلوں/میدانوں)

4۔ سرسبز جھاڑیوں میں چڑیاں .... رہی ہیں (پُھدک/لٹک/مچل)

5۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے .... لیے ہوئے ہیں (پانی/سردی/گرمی)

4۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

بادل پھول کرنیں ہوا گرمی

5۔ نظم کے مطابق شعر مکمل کیجیے:

1۔ .... بھیڑیں چَرا رہی ہیں دوشیزگانِ صحرا

2۔ کچھ لڑکیاں چنے کے کھیتوں میں گا رہی ہیں ....

3۔ .... ہر گام پر کچل کر نغمے سنا رہے ہیں

4۔ خورشید، بادلوں میں کشتی جو کھے رہا ہے ....

5۔ .... در کھل رہے ہیں دل پر اسرارِ زندگی کے

© NCERT not to be republished

6۔ مثال کے مطابق نیچے دیے ہوئے مرکّب لفظوں کو آسان بنا کر لکھیے :

مثال: زیرِقدم	قدم کے نیچے
صبحِ بنارس	....
شامِ اودھ	....
شبِ مالوہ	....
دردِسر	....
زیرِآسماں	....

7۔ غور کیجیے:

اس نظم میں دوشیزگانِ صحرا، گلزارِ زندگی، اسرارِ زندگی جیسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ایسے لفظوں کو مرکّب لفظ کہتے ہیں۔ یہ دو لفظوں سے مل کر بنائے جاتے ہیں۔ ان کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ پہلے لفظ کے آخر میں زیر (ـِ) لگاتے ہیں اور دوسرے لفظ سے ملا کر پڑھتے ہیں۔ اس زیر کو اضافت کہتے ہیں جس کا مطلب 'کا'، 'کی' یا 'کے' ہوتا ہے۔

8۔ عملی کام:

☆ اس نظم میں شاعر نے جو منظر بیان کیا ہے اسے اپنے الفاظ میں لکھیے۔

© NCERT not to be republished

سبق – 14

اردو کی کہانی

اردو ایک ہندوستانی زبان ہے، بہت سے لوگوں کی یہ مادری زبان بھی ہے۔ مادری زبان کا مطلب ہے، وہ زبان جسے ہم ماں کی گود میں بیٹھ کر پہلی بار سنتے ہیں اور جیسے جیسے بڑے ہوتے ہیں، اُس زبان کو سیکھتے چلے جاتے ہیں۔ بعد میں اپنی ضرورت کے مطابق ہم اسکول اور کالج میں دوسری زبانیں بھی سیکھتے ہیں لیکن مادری زبان سے ہماری محبت کم نہیں ہوتی۔ جن لوگوں کی مادری زبان اردو نہیں ہے وہ بھی اردو کی شیرینی کے قائل ہیں۔

اردو کا شمار ہندوستان کی جدید آریائی زبانوں میں ہوتا ہے۔ ہمارے ملک کے آئین میں جن زبانوں کا ذکر ہے، ان میں ایک اردو بھی ہے۔ اردو ہی کی طرح ہندی، بنگلہ، اڑیا، اسامی وغیرہ بھی جدید ہند آریائی زبانیں ہیں۔ سنہ ایک ہزار عیسوی کے بعد جدید ہند آریائی زبانوں کا ارتقا شروع ہوتا ہے۔

اردو کی ابتدا کب ہوئی؟ اس سوال کا جواب لوگوں نے اپنی اپنی تحقیق کے مطابق دیا ہے۔ زبان پیڑ پودے جیسی کوئی چیز ہے نہیں کہ جس کے بارے میں کہا جا سکے کہ فلاں تاریخ کو اس کا انکور پھوٹا تھا۔ زبان آہستہ آہستہ اپنی شکل اختیار کرتی ہے۔ شروع میں اندازہ بھی نہیں ہوتا کہ ایک نئی زبان بن رہی ہے۔ جب نوزائیدہ زبان کسی قدر واضح شکل اختیار کر لیتی ہے تب معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو ایک نئی زبان ہے۔

بعض لوگوں نے قدیم اردو پر برج بھاشا کے اثرات کو دیکھ کر یہ کہا کہ اردو برج بھاشا سے نکلی ہے۔ کسی نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اردو سندھ میں پیدا ہوئی، کسی کا قول یہ ہے کہ اردو دہلی اور اس کے آس پاس کے علاقے میں پیدا ہوئی۔ زیادہ تر لوگ یہ مانتے ہیں کہ دہلی اور اس کے آس پاس کا علاقہ اردو کی جائے پیدائش ہے۔ اردو یہیں پلی بڑھی اور بعد میں پورے ہندستان میں پھیل گئی۔ آج دنیا کی ترقی یافتہ زبانوں میں اردو کا شمار ہوتا ہے۔

© NCERT not to be republished

اردو دوسری اہم عالمی زبانوں کے مقابلے میں کم عمر ہے۔ اندازہ یہ ہے کہ بارھویں صدی عیسوی کے اواخر میں اردو وجود میں آ چکی تھی۔ پہلے شمالی ہند میں اور اس کے بعد دکن میں اسے فروغ حاصل ہوا۔ دکن میں صوفیائے کرام نے اس زبان کو دین کی تبلیغ کا ذریعہ بنایا۔ شاعروں نے شعر کہے اور بادشاہوں نے اس زبان کی سرپرستی کی۔ اس طرح بیجاپور اور گول کنڈہ میں اردو کے قدم مضبوطی سے جم گئے۔

شمالی ہند میں فارسی کے چلن کی وجہ سے شروع میں اردو آہستہ آہستہ آگے بڑھی لیکن آخر کار اس نے فارسی کی جگہ لے لی۔ اس کی مٹھاس نے سبھی کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ میرؔ، غالبؔ، سرسید، شبلیؔ نعمانی، مولوی نذیر احمد، نظیرؔ اکبرآبادی، انیسؔ، اقبالؔ، دیا شنکر نسیمؔ، رتن ناتھ سرشار، پریم چند، راجندر سنگھ بیدی، چکبستؔ، حسرتؔ موہانی، فیض احمد فیضؔ، فراقؔ گورکھپوری، قرۃ العین حیدر وغیرہ نے اردو کو اپنے اظہار کا ذریعہ بنایا۔

شروع سے ہی اردو اپنے اردگرد کی بولیوں اور زبانوں سے فیض یاب ہوتی رہی۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں ترکی، عربی، فارسی، ہندی، انگریزی اور دوسری زبانوں کے الفاظ شامل ہیں۔ بہت سے الفاظ اردو نے دوسری زبانوں سے اسی شکل میں لے لیے اور بعض لفظوں کو اپنے مزاج میں ڈھال لیا۔ ایسا ہر زبان کے ساتھ ہوتا ہے۔ انگریزی کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ اس نے بے شمار الفاظ دوسری زبانوں کے اختیار کیے ہیں۔ اردو نے بھی اپنے دروازے کھلے رکھے ہیں۔ زندہ زبانیں اسی طرح اپنے ذخیرۂ الفاظ کو بڑھاتی ہیں۔ وقت کے ساتھ ان میں تبدیلیاں بھی آتی ہیں۔ اردو نے بھی بہت سی تبدیلیاں قبول کی ہیں۔

وقت کے ساتھ ساتھ اردو کے نام بھی بدلتے رہے۔ اس کا نام کبھی ''زبانِ ہندوستان''، کبھی ''ہندوی''، ''ہندی''، کبھی ''دہلوی''، کبھی ''گجری''، اور کبھی ''دکنی'' رہا ہے۔ ریختہ اور اردوئے معلیٰ بھی اردو کے پرانے نام ہیں۔ اب اس کا نام اردو ہے۔

© NCERT not to be republished

مشق

1۔ پڑھیے اور سمجھیے:

شیرینی	:	مٹھاس
قائل	:	قبول کرنے والا، ماننے والا
ارتقا	:	درجہ بدرجہ ترقی کرنا
نوزائیدہ	:	نیا پیدا ہوا
جائے پیدائش	:	پیدا ہونے کی جگہ
عہدِ حاضر	:	موجودہ زمانہ
اواخر	:	آخر کی جمع
فروغ	:	بڑھوتری
فیض یاب ہونا	:	فائدہ اٹھانا
ذخیرۂ الفاظ	:	لفظوں کا ذخیرہ

2۔ سوچیے اور بتائیے:

1۔ مادری زبان کسے کہتے ہیں؟

2۔ اردو کی ابتدا کے بارے میں لوگوں نے کن خیالات کا اظہار کیا ہے؟

3۔ اردو میں کن زبانوں کے الفاظ شامل ہیں؟

4۔ ماضی میں اردو کو کن ناموں سے پکارا گیا؟

5۔ دکن میں اردو کو کیوں تیزی سے فروغ حاصل ہوا؟

© NCERT not to be republished

3۔ نیچے دی ہوئی خالی جگہوں کو بھریے:

1۔ جن لوگوں کی مادری زبان اردو نہیں ہے وہ بھی اردو کی .... کے قائل ہیں۔

2۔ اردو کا شمار ہندوستان کی جدید .... زبانوں میں ہوتا ہے۔

3۔ زیادہ تر لوگوں کا یہی خیال ہے کہ .... اور اس کے آس پاس کا علاقہ اردو کی جائے پیدائش ہے۔

4۔ آج دنیا کی .... زبانوں میں اردو کا شمار ہوتا ہے۔

5۔ شروع سے ہی اردو اپنے اردگرد کی بولیوں اور زبانوں سے .... ہوتی رہی۔

4۔ اردو کے ناموں کو سبق کے مطابق ترتیب سے لکھیے:

ہندوی دکنی اردو گجری ہندی دہلوی زبانِ ہندوستان

5۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

شکل فروغ انکور جائے پیدائش عالمی

6۔ واحد سے جمع اور جمع سے واحد بنا کر لکھیے:

صوفیا شعر فکر خیالات جواب

اشکال الفاظ ملک اثرات ضرورت

عملی کام:

1۔ اردو میں ہندی اور انگریزی کے بہت سے الفاظ شامل ہیں، ایسے الفاظ کی ایک مختصر فہرست بنائیے۔

2۔ اس مضمون میں جن زبانوں اور شہروں کے نام آئے ہیں ان کی فہرست بنائیے۔

© NCERT not to be republished

سبق - 15

بالغوں کے لیے تیسری کتاب

بلی : بِلّی چوہے سے بڑی اور کتّے سے چھوٹی ہوتی ہے لیکن ہر چیز جو چوہے سے بڑی اور کتّے سے چھوٹی ہو، بِلّی نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر خرگوش کو کسی حالت میں بھی بِلّی نہیں کہا جا سکتا۔ بِلّی کو خواب میں صرف ایک چیز نظر آیا کرتی ہے یعنی چھیچھڑے۔ شیر سے مُشابہِ ہونے کی وجہ سے بِلّی شیر کی خالہ کہلاتی ہے مگر بھانجے نے اس رشتے کو کبھی تسلیم نہیں کیا۔

کتّا : عجیب و غریب جانور ہے۔ اگر اس کی دُم کو بارہ برس نلکی میں رکھا جائے پھر بھی وہ ٹیڑھی کی ٹیڑھی رہتی ہے۔ اس لیے اسے نلکی میں رکھنے کے بجائے اس پر اِستری کر لینا چاہیے۔ کتے کا واحد کام بھونکنا ہوتا ہے۔ البتّہ جب وہ بھونک بھونک کر تھک جاتا ہے تو لوگوں کو کاٹنے بھی لگتا ہے۔

چوہا : خاکی رنگ کا ایک بے وقوف جانور ہے۔ زمین میں بل بنا کر رہتا ہے۔ بل میں سانپ گُھس کر اِسے چٹ کر جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جان کے علاوہ گھر سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ چوہے دان میں گوشت کے ٹکڑے کی بو سونگھ کر بے قرار ہو جاتا ہے اور بن آئی موت مرنے کے لیے اُس میں

© NCERT not to be republished

داخل ہو جاتا ہے۔ اس کی بے وقوفی کا ایک اور نمایاں ثبوت یہ ہے کہ اگر اس کے ہاتھ ہلدی کی گرہ لگ جائے تو پنساری بن بیٹھتا ہے۔ آدمی کے بعد چوہا اناج کا سب سے بڑا دشمن ہے۔

گدھا : ایک اور بے وقوف جانور ہے۔ ایک لحاظ سے بڑا خوش قسمت بھی ہے۔ کیوں کہ ضرورت پڑنے پر سب اسے اپنا باپ بنا لیتے ہیں۔ گدھا ہر جگہ پایا جاتا ہے۔

گیدڑ : ایک ایسا جانور ہے جسے دوٗر سے دیکھا جائے تو کتا نظر آتا ہے لیکن نزدیک سے دیکھے جانے پر کتّے کا چچازاد بھائی لگتا ہے۔ بڑا بزدل جانور ہوتا ہے۔ حملہ کرنے کے بجائے بھبکی سے کام لیتا ہے۔ اس لیے

اکثر دوسروں کا شکار کرنے کے بجائے فوراً اُس کا شکار ہو جاتا ہے۔ جب اِس کی شامت آتی ہے تو شہر کا رُخ کرتا ہے اور اچھّی طرح پٹنے کے بعد پھر جنگل کی راہ لیتا ہے۔ اِسے رات کو نیند نہیں آتی اس لیے دوسرے گیدڑوں کے ساتھ مل کر چلّاتا ہے تاکہ لوگوں کی نیند حرام کر سکے۔

لومڑی : ایک جانور جو تقریباً بلّی کے برابر ہوتا ہے لیکن وہ بِلّی سے اتنا ہی مختلف ہوتا ہے جتنا بِلّی اس سے ہوتی

ہے۔ اِس کی عیّاری اور مکّاری ضرب المثل ہے۔ یہ دوسرے جانوروں کو بہکانے میں مَشّاق ہوتی ہے۔ حتّٰی کہ کئی بار ہاتھی اور شیر کو الّو بنا کر چھوڑتی ہے۔ میٹھی میٹھی باتیں کرنا اور طرح طرح کے سبز باغ دکھانا اس کا شیوہ ہوتا ہے۔

© NCERT not to be republished

شیر : کبھی جنگل کا راجا کہلاتا تھا۔ آج کل صرف سرکسوں اور چڑیا گھروں میں دیکھا جاسکتا ہے۔ تیرنے میں اسے کمال حاصل ہے۔ اسے منہ دھونے سے بہت نفرت ہے۔ اس لیے عموماً نہ صرف ناشتہ بلکہ لنچ اور ڈنر بھی منہ دھوئے بغیر کرتا ہے۔ اس کا بچہ بھی شیر ہی کہلاتا ہے۔ انسان اِس کا اور یہ انسان کا شکار کرتا ہے۔ جو شکاری اس کا شکار ہونے سے بچ جاتے ہیں وہ شیر کو ایک نہایت شریف جانور سمجھتے ہیں لیکن جنھیں یہ ایک آدھ ہاتھ دکھاتا ہے وہ اسے دور سے ہی سلام کرنے میں خیریت سمجھتے ہیں۔

ہاتھی : وہ واحد جانور ہے جس کا پاؤں اتنا بڑا ہوتا ہے کہ اس میں سب کے پاؤں آجاتے ہیں۔ ایک اور لحاظ سے یہ بڑا خوش نصیب واقع ہوا ہے۔ اس کے پاس دانتوں کے دو سیٹ ہوتے ہیں۔ ایک کھانے کے لیے دوسرا دکھانے کے لیے۔ ایک زمانہ تھا کہ ہاتھی امیروں کے دروازوں پر جھوما کرتے تھے۔ آج کل چوں کہ امیر موٹر کار کو ہاتھی پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس لیے ہاتھی جنگلوں میں بیکار گھوما کرتے ہیں۔

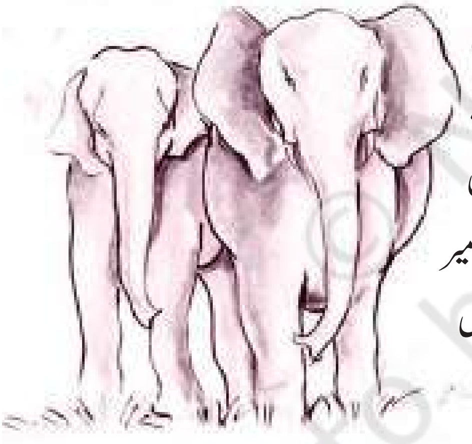

(کنھیّالال کپور)

مشق

1۔ پڑھیے اور سمجھیے:

بِلّی کے خواب میں چھیچھڑے	:	اپنے مطلب کی بات سوچنا
مُشابِہ	:	ہم شکل
تسلیم کرنا	:	ماننا، قبول کرنا
واحد	:	ایک، صِرف
چٹ کر جانا (محاورہ)	:	کھا جانا، ختم کر دینا
ہاتھ دھونا (محاورہ)	:	کھو دینا
نمایاں	:	ظاہر
ہلدی کی گرہ پر پنساری بن بیٹھنا	:	تھوڑے سے ہنر پر خود کو بہت کامل سمجھنا
ضرورت پڑنے پر گدھے کو باپ بنانا	:	کام نکالنے کے لیے معمولی لوگوں کی خوشامد کرنا
بُزدل	:	ڈرپوک
گیدڑ بھبکی	:	دکھاوے کی دھمکی
نیند حرام کرنا (محاورہ)	:	پریشان کرنا
عیّاری	:	دھوکا، فریب
ضرب المثل	:	وہ قول جو مثال بن جائے
مَشّاق	:	ماہر
حتّٰی کہ	:	یہاں تک کہ

© NCERT not to be republished

الّو بنانا (محاورہ)	:	بے وقوف بنانا
میٹھی میٹھی باتیں کرنا (محاورہ)	:	چکنی چپڑی باتیں کرنا
سبز باغ دکھانا (محاورہ)	:	جھوٹی تسلی دینا
شیوہ	:	عادت، طریقہ
ہاتھ دکھانا (محاورہ)	:	ڈرانا، دھمکانا
دور سے ہی سلام کرنا (محاورہ)	:	بچ کے نکل جانا، کترانا
ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں (کہاوت)	:	بڑے آدمی کی بات کو ہر حال میں قبول کرنا
ترجیح دینا	:	اوّلیت دینا، اہمیت دینا

2۔ سوچیے اور بتائیے:

1۔ بِلّی کو خواب میں کیا نظر آتا ہے؟

2۔ اس سبق میں چوہے کی بے وقوفی کا نمایاں ثبوت کیا بتایا گیا ہے؟

3۔ گیدڑ شہر کا رُخ کب کرتا ہے؟

4۔ شیر کو دور سے ہی سلام کرنے میں کیوں خیریت ہے؟

5۔ ہاتھی کو کس لحاظ سے خوش نصیب کہا گیا ہے؟

3۔ نیچے دی ہوئی خالی جگہوں کو بھریے:

1۔ شیر سے.................ہونے کی وجہ سے بِلّی شیر کی.................کہلاتی ہے۔

2۔ کتّے کا.................کام بھونکنا ہے۔

3۔ آدمی کے بعد چوہا.................کا سب سے بڑا دشمن ہے۔

4۔ .... کئی بار ہاتھی اور شیر کو اُلّو بنا کر چھوڑتی ہے۔

5۔ ایک زمانہ تھا کہ ہاتھی امیروں کے دروازوں پر......................... کرتے تھے۔

4۔ نیچے دیے ہوئے محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

چٹ کر جانا	ہاتھ دھو بیٹھنا	شامت آنا	نیند حرام کرنا
میٹھی میٹھی باتیں کرنا	سبز باغ دکھانا	دُور سے سلام کرنا	

5۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کے متضاد لکھیے:

نفرت موت دشمن نزدیک بُزدل امیر

6۔ اس سبق میں لفظ 'خوش قسمت' اور 'خوش نصیب' استعمال ہوئے ہیں جن کے معنی 'اچھی قسمت' کے ہیں۔ آپ بھی اسی طرح نیچے دیے ہوئے لفظوں سے پہلے 'خوش' لگا کر لفظ بنائیے:

...........بو ....دل ....رنگ ....خط ....حال ....خبری

7۔ عملی کام:

☆ پانچ جانوروں کے بارے میں آپ بھی کوئی کہاوت یا محاورہ لکھیے۔

© NCERT not to be republished

سبق - 16

گیت

مٹّی کے سب رنگ انوکھے، سب دیوانے مٹّی کے
مٹّی کے سب کھیل کھلاڑی، نئے پرانے مٹّی کے

مٹّی کی یہ سُندر کایا، مٹّی کی ہی ساری مایا
کنکر پتّھر، سونا چاندی، سولہ آنے مٹّی کے

مٹّی کے سب کھیت ہمارے، مٹّی کی پگ ڈنڈی بھی
مٹّی کے ہریالے پودے، دانے دانے مٹّی کے

© NCERT not to be republished

مٹّی کے سب محل دو محلے، مٹّی کی چھوٹی سی کُٹیا
مٹّی کے سب دیے، یہ شمعیں، سب پروانے مٹّی کے

مٹّی کا بازار لگا ہے، کورے کورے سے برتن
کِس کی صُراحی، کِس کا پیالہ، سب پیمانے مٹّی کے

مٹّی کی خوش بُو میں بسا ہے، مٹّی کا یہ ذرّہ ذرّہ
مٹّی کو مٹّی ہی پکارے، حیلے بہانے مٹّی کے

(خلیل الرحمٰن اعظمی)

مشق

1۔ پڑھیے اور سمجھیے:

کایا	:	جسم
مایا	:	موہ، لالچ، دھن دولت، کرشمہ، رونق
سولہ آنے	:	سب کا سب
پگ ڈنڈی	:	کچّا اور کم چوڑا راستہ
محل دو محلے	:	بادشاہوں کے رہنے کی جگہ
کُٹیا	:	جھونپڑی
شمع	:	موم بتی، چراغ

© NCERT not to be republished

پروانے	:	پتنگے
کورا برتن	:	مٹّی کا برتن جو استعمال میں نہ آیا ہو
پیانے	:	پیانہ کی جمع، کسی بھی چیز کے ناپنے کا برتن
ذرّہ	:	ریت، مٹّی یا پتھر کا چھوٹے سے چھوٹا حصّہ جسے تقسیم نہ کیا جا سکے
حیلے	:	حیلہ کی جمع، بہانے

2۔ سوچیے اور بتائیے:

1۔ شاعر نے کایا اور مایا کو مٹّی کیوں کہا ہے؟

2۔ ''کنکر پتّھر، سونا چاندی سولہ آنے مٹّی کے'' سے کیا مطلب ہے؟

3۔ شاعر نے محل دو محلے کو مٹّی کیوں کہا ہے؟

4۔ شاعر نے مٹّی کی کن کن شکلوں کا ذکر کیا ہے؟

5۔ اس نظم میں زندگی کی کس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے؟

3۔ نیچے دی ہوئی خالی جگہوں میں مناسب لفظ بھریے:

1۔	مٹّی کے سب رنگ انوکھے، .... دیوانے مٹّی کے	(ہر/سب)
2۔	مٹّی کی یہ سندر کایا، مٹّی کی ہی .... مایا	(ساری/سب)
3۔	مٹّی کے سب کھیت .... مٹّی کی پگ ڈنڈی بھی	(ہمارے/تمھارے)
4۔	مٹّی کا .... لگا ہے، کورے کورے سے برتن	(میلہ/بازار)
5۔	مٹّی کو مٹّی ہی پکارے، حیلے بہانے .... کے	(مٹّی/پانی)

© NCERT not to be republished

4۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کو خانوں کے مطابق لکھیے :

مٹی رنگ پتھر کھیت پیالہ چاندی کٹیا پگ ڈنڈی کھیل صراحی

مذکر					
مونث					

5۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کے متضاد لکھیے :

نئے خوش بو محل سونا چھوٹی

6۔ نظم کے مطابق حصہ 'الف' اور 'ب' کے صحیح جوڑ ملائیے :

الف	ب
مٹّی کا بازار لگا ہے، کورے کورے سے برتن	مٹّی کو مٹّی ہی پکارے، حیلے بہانے مٹّی کے
مٹّی کے سب رنگ انوکھے، سب دیوانے مٹّی کے	مٹّی کے ہریالے پودے، دانے دانے مٹّی کے
مٹّی کی خوش بُو میں بسا ہے، مٹّی کا یہ ذرہ ذرہ	کس کی صراحی، کس کا پیالہ، سب پیمانے مٹّی کے
مٹّی کے سب محل دو محلے، مٹّی کی چھوٹی سی کٹیا	مٹّی کے سب دیے، یہ شمعیں، سب پروانے مٹّی کے
مٹّی کے سب کھیت ہمارے، مٹّی کی پگ ڈنڈی بھی	مٹّی کے سب کھیل کھلاڑی، نئے پرانے مٹّی کے

7۔ اس شعر کا مطلب اپنے لفظوں میں لکھیے۔

مٹّی کی خوش بو میں بسا ہے، مٹّی کا یہ ذرّہ ذرّہ
مٹّی کو مٹّی ہی پکارے، حیلے بہانے مٹّی کے

© NCERT not to be republished

سبق – 17

عالمی حرارت

امّی : احمد بیٹا! آ گئے اسکول سے۔ کیسے پسینے میں شرابور ہو رہے ہو۔ بھئی اِس گرمی نے اس بار سب کا حال خراب کر رکھا ہے۔ ہم نے تو ایسی گرمی نہ دیکھی نہ سنی۔ آج کل تو انسانوں کے ساتھ ساتھ موسموں کا مزاج بھی بدل گیا ہے۔

احمد: جی امّی جان یہ بات آپ نے ٹھیک کہی۔ آج کل موسموں کا مزاج تو واقعی بدل گیا ہے لیکن اس تبدیلی کے لیے کسی نہ کسی حد تک ہم بھی ذمّے دار ہیں۔

امّی : وہ کیسے؟ ہم نے ایسا کیا کر دیا جس سے موسموں کا مزاج برہم ہو گیا؟

احمد: امّی جان میں آپ کو سمجھاتا ہوں یہ سب کیسے ہو رہا ہے۔ آج ہمارے استاد نے عالمی درجۂ حرارت میں ہو رہے اضافے سے متعلق جان کاری دی ہے۔ ہم سب نے عہد کیا ہے کہ عالمی درجۂ حرارت کے مسئلے کو حل کرنے میں حصّے داری نبھائیں گے اور زمین کا تحفظ کریں گے۔

امّی : بیٹا! یہ عالمی حرارت کیا ہے اور اس سے زمین کو کیا خطرہ ہے؟

احمد: امّی جان یہ عالمی حرارت میں ہو رہے اضافے نے ہی تو موسموں کا مزاج بدل دیا ہے۔ ماہرین دن رات اس مسئلے کا حل تلاش کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

امّی : بیٹا! یہ درجۂ حرارت میں اضافہ کیوں ہو رہا ہے؟

احمد: انسان کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں اور ہر کام کے لیے مشینوں پر انحصار نے یہ مسئلہ پیدا کیا ہے۔ سائنسی ایجادات نے جہاں ہمیں بہت سی سہولیات دی ہیں وہیں اِن ایجادات کے کچھ نقصان بھی ہیں۔ جیسے آج ہمارے رہن سہن کے طریقوں کی وجہ سے فضا میں کاربن ڈائی آکسائڈ اور میتھین جیسی زہریلی گیسوں کی مقدار بہت بڑھ گئی

© NCERT not to be republished

ہے۔ اس وجہ سے دنیا کا درجۂ حرارت مسلسل بڑھ رہا ہے اور اسے سائنس دانوں نے عالمی حرارت یا گلوبل وارمنگ کا نام دیا ہے۔

امّی : بیٹا! ان زہریلی گیسوں کی مقدار میں اضافے کا سبب کیا ہے؟

احمد: اس کی بہت سی وجوہات ہیں جیسے بجلی بنانے کے طریقوں سے کافی مقدار میں زہریلی گیسیں فضا میں شامل ہو جاتی ہیں۔ گاڑیوں سے نکلنے والا دھواں، کوئلے، پٹرول، مٹی کے تیل اور ڈیزل وغیرہ کے جلنے سے بھی ان گیسوں کا اخراج بڑھتا ہے۔ ہوائی ٹریفک کا بڑھتا دباؤ اور کھیتی باڑی کے روایتی طریقوں میں آئی تبدیلیاں بھی ان گیسوں کے اخراج کا بڑا سبب ہیں۔ ہمارے رہائشی مکانوں کی طرز اور اونچی عمارتیں ان گیسوں کو فضا میں تحلیل نہیں ہونے دیتیں۔ دنیا کو گرین ہاؤس گیسوں سے بھی مستقل خطرہ ہے۔ تمام ملک مل کر اِس مسئلے کا حل تلاش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

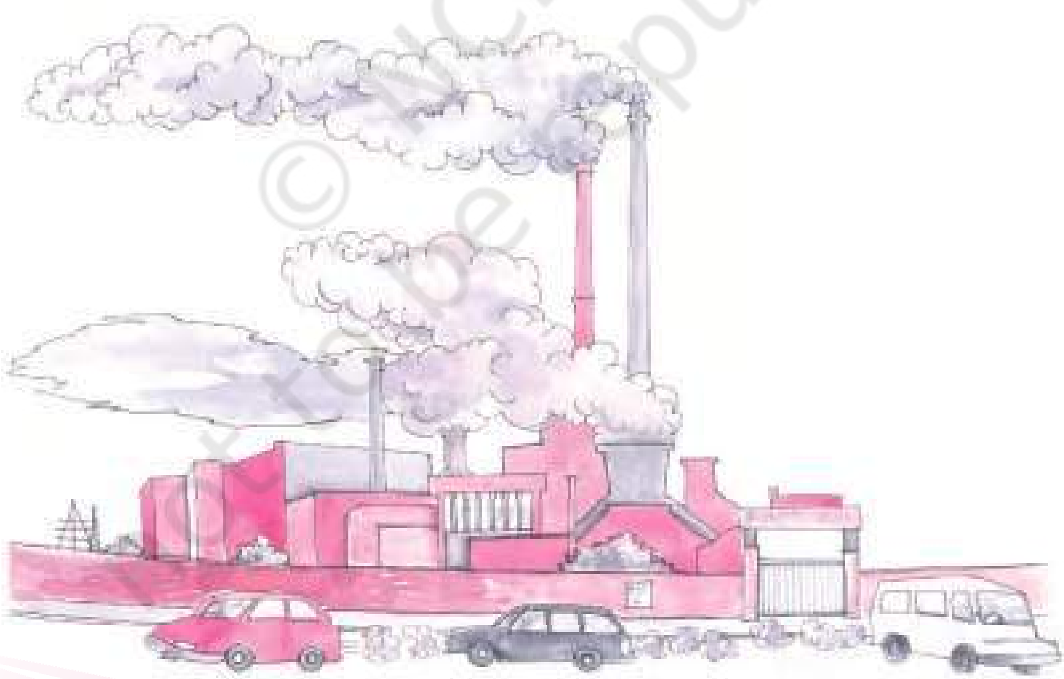

© NCERT not to be republished

امّی: بیٹا! یہ مسئلہ تو واقعی بہت سنگین ہے۔ اچھا یہ بتاؤ اس کے اثرات کس طرح سامنے آ رہے ہیں۔

احمد: اس کے اثرات اور نتیجے تو بہت خطرناک ہیں بلکہ ماسٹر صاحب نے تو ہمیں خبر دار کرتے ہوئے یہاں تک کہا ہے کہ اس مسئلے نے دنیا کو تباہی کے دہانے پر کھڑا کر دیا ہے۔

پہاڑوں پر جمی ہوئی برف اس حرارت کی وجہ سے تیزی سے پگھل رہی ہے جس سے سطحِ سمندر میں اضافہ ہو رہا ہے۔ کھیتی باڑی کی زمین اور سمندر کے کنارے بسی آبادیاں خطرے میں ہیں۔ گھنے جنگل ڈوب رہے ہیں۔ ماسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ سندر بن کا بڑا حصہ ہر سال زیرِ آب ہوتا جا رہا ہے۔ اور یہ جو موسموں کا بدلتا مزاج آپ کو فکر مند کر رہا ہے، یہ بھی اس بڑھتی ہوئی حرارت کا ہی نتیجہ ہے۔

طوفانی بارشیں، شدید برف باری، سوُکھا، قحط، سیلاب، زمین کا پھٹنا، بغیر موسم کے سردی، گرمی اور برسات کا ہونا یہ سارے فتنے اس عالمی حرارت کے ہی اٹھائے ہوئے ہیں اور یہ مار محض موسموں کے احساس تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ بہت سے حیوانات اور پرندوں کی نسلیں بھی ختم ہو رہی ہیں۔

امّی! آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ ہمارے آس پاس منڈلانے والے خوش آواز اور خوش رنگ پرندے غائب ہوتے جا رہے ہیں۔ پانی کی قلت ہر جگہ ہے۔ اگر پہاڑوں کی برف اور گلیشیر اِسی رفتار سے پگھلتے رہے تو وہ دن دور نہیں جب یہ خوب صورت دنیا غرقاب ہو جائے گی۔ ماہرین کا خیال ہے کہ اگر گلیشیر اسی رفتار سے پگھلے تو 2100 تک وہ مکمل طور پر پگھل جائیں گے۔

سورج سے نکلنے والی خطرناک الٹرا وائلٹ کرنیں زمین تک پہنچ رہی ہیں۔ ان کرنوں کو زمین سے دور رکھنے والی اوزون پرت میں سوراخ ہو گئے ہیں۔ یہ سب عالمی حرارت کا ہی نتیجہ ہے۔ اس سے الرجی، دمہ اور سانس سے متعلق بیماریاں عام ہو رہی ہیں۔

امّی: احمد! واقعی یہ مسئلہ تو سنگین صورت اختیار کر چکا ہے۔ اس مسئلے سے نپٹنے کے لیے ماہرین نے کچھ طریقے بھی تو بتائے ہوں گے۔

احمد: جی امّی، ماسٹر صاحب نے ہمیں بتایا کہ روزمرہ کی زندگی میں تبدیلی لا کر ہم اس مسئلے پر قابو پا سکتے ہیں۔

© NCERT not to be republished

جیسے ہمیں ایسی چیزوں کے استعمال کو بڑھاوا دینا چاہیے جنھیں باز گردانی کر کے دوبارہ استعمال کے قابل بنایا جاسکے۔اس سے ''ای۔ کچرے'' کے انبار کو ٹھکانے لگانے میں بھی مدد ملے گی۔

امّی: اب یہ ''ای۔کچرا'' کیا ہے؟

احمد: ای۔ کچرا انفارمیشن ٹیکنالوجی کا کوڑا کرکٹ جس میں بے کار کمپیوٹروں کی بڑی تعداد شامل ہے۔ماحول کو تر و تازہ رکھنے کے لیے زیادہ سے زیادہ درخت لگانے ہوں گے تاکہ گرین ہاؤس گیسوں کے مضر اثرات کو کم کیا جاسکے، نجی گاڑیوں کے استعمال کے بجائے عوامی ذرائع آمد و رفت جیسے بس اور ریل گاڑیوں کا استعمال کریں تاکہ زہریلی گیسوں کا اخراج کم ہو اور سڑکوں پر ٹریفک کا دباؤ بھی کم رہے۔ بجلی بچانے والے آلات کا استعمال کریں۔ بجلی سے چلنے والی چیزیں جیسے ٹیلی ویژن، کمپیوٹر، ویڈیو گیم وغیرہ اگر استعمال نہیں کر رہے ہیں تو بند رکھیں۔ پلاسٹک بیگ کی جگہ کپڑے کا تھیلا استعمال کریں۔ پینے کا پانی ضائع نہ کریں۔

امّی ! آخر میں ماسٹر صاحب نے ہمیں سمجھایا کہ عالمی حرارت بڑا مسئلہ ہے اور اس کے نتیجے بھی تباہ کن ہیں لیکن اگر ہم ذرا سی سمجھ داری سے اس مسئلے کو حل کرنے میں اپنی حصے داری نبھائیں تو قدرت کی بنائی ہوئی یہ دنیا یوں ہی زرخیز و شاداب رہے گی اور ہم اس کا لطف اٹھاتے رہیں گے۔

مشق

1۔ پڑھیے اور سمجھیے:

برہم	:	ناراض،خفا
عہد	:	وعدہ
تحفّظ	:	حفاظت
انحصار	:	احاطہ کرنا،گھیر لینا
کافی مقدار میں	:	کافی زیادہ
طرز	:	نمونہ،ڈیزائن
تحلیل	:	گھلنا
اضافہ	:	زیادتی،بڑھوتری
شدید	:	سخت
قلت	:	کمی
مضر	:	نقصان دہ
شاداب	:	تروتازہ
زرخیز	:	ایسی زمین جس میں عمدہ پیداوار ہو سکے،اُپجاؤ

2۔ سوچیے اور بتائیے:

1۔ عالمی حرارت کسے کہتے ہیں؟

2۔ عالمی حرارت میں اضافے کی کیا وجوہات ہیں؟

3۔ عالمی حرارت سے دنیا کو کیا خطرے درپیش ہیں؟

4۔ عالمی حرارت سے حیوانات کس طرح متاثر ہو رہے ہیں؟

© NCERT not to be republished

5۔ عالمی حرارت نے موسموں پر کیا اثر ڈالا ہے؟

6۔ اس مسئلے سے کس طرح نپٹا جاسکتا ہے؟

3۔ خالی جگہ بھریئے:

1۔ ہر کام کے لیے مشینوں پر.......................نے یہ مسئلہ پیدا کیا ہے۔
2۔ فضا میں کاربن ڈائی آکسائڈ اور.......................جیسی زہریلی گیسوں کی مقدار بڑھ گئی ہے۔
3۔ رہائشی مکانوں کی طرز ان گیسوں کو فضا میں.......................نہیں ہونے دیتی۔
4۔ سمندر کے کنارے بسی آبادیاں.......................میں ہیں۔
5۔ ایسی چیزوں کے استعمال کو بڑھاوا دینا چاہیے جنھیں.......................کرکے دوبارہ استعمال کے قابل بنایا جاسکے۔

4۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کے واحد لکھیے:

ماہرین	ایجادات	نقصانات	وجوہات
اثرات	حیوانات	ذرائع	آلات

5۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے:

اضافہ	قلت	خوب صورت	محال	نقصان دہ	زرخیز

6۔ عملی کام:

☆ اس سبق میں دو لفظ آئے ہیں ''خوش رنگ'' اور ''خوش آواز'' جس کا مطلب ہے اچھا رنگ اور اچھی آواز آپ بھی اصل لفظ سے پہلے خوش لگا کر پانچ الفاظ بنایئے۔

☆ عالمی حرارت کے خطروں سے آگاہ کرنے کے لیے ایک پوسٹر بنایئے۔

© NCERT not to be republished

سبق - 18

زیرو ناٹ آؤٹ

پروگرام کے مطابق کرکٹ میچ ٹھیک دس بجے شروع ہونا چاہیے تھا مگر امپائر کا کوٹ اِستری ہو کر دیر سے آیا، اِسی لیے طے شدہ پروگرام کے مطابق کھیل شروع کرنے کی بجائے ساڑھے گیارہ بجے تک کھلاڑی مونگ پھلیاں کھاتے رہے۔ پندرہ منٹ کے بعد یہ طے پایا کہ جو ٹیم 'ٹاس' ہارے وہی بیٹنگ کرے۔ پھر کلدار روپیہ کھنکا، تالیاں بجیں، رومال لہرائے اور مرزا کَسے بندھے بیٹنگ کرنے نکلے۔ ہم نے دعا دی — ''خدا کرے تم واپس نہ آؤ۔''

مصیبت اصل میں یہ تھی کہ مخالف ٹیم کا لمبا تڑنگا بالر (خدا جھوٹ نہ بلوائے) پورے ایک فرلانگ سے ٹہلتا ہوا آتا، یک بارگی جھٹکے کے ساتھ رُک کر کھنکارتا، پھر نہایت تیزی سے گیند پھینکتا۔ اِس کے علاوہ، حالاں کہ وہ صرف دائیں آنکھ سے دیکھ سکتا تھا، گیند بائیں ہاتھ سے پھینکتا تھا۔ مرزا کا خیال تھا کہ اُس بے ایمان نے یہ چکرا دینے والی صورت انتظاماً بنا رکھی ہے۔ لیکن ایک مرزا ہی نہیں کوئی بھی یہ اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ وہ گیند کیسے اور کہاں پھینکے گا، بلکہ اس کی صورت دیکھ کر کبھی کبھی تو یہ شبہ ہوتا کہ اللہ جانے پھینکے گا بھی یا نہیں۔

مرزا کے کھیلنے کا انداز یہ تھا کہ وہ بیٹ کو پوری طاقت کے ساتھ گوپھن کی طرح گھمائے جا رہے تھے۔

تین اوور اِسی طرح سے خالی گئے اور گیند کو ایک دفعہ بھی بیٹ سے ہم کنار

© NCERT not to be republished

ہونے کا موقع نہ ملا۔ مرزا کے مسکرانے کا انداز صاف بتا رہا تھا کہ رَن نہ بننے کی بڑی وجہ بالر کی نالائقی سے زیادہ مرزا کے پینترے تھے۔ وہ اپنا وکٹ ہتھیلی پر لیے پھر رہے تھے۔ وہ کرتے یہ تھے کہ اگر گیند اپنی طرف آتی دیکھتے تو صاف ٹل جاتے لیکن گیند اگر ٹیڑھی آتی تو اُس کے پیچھے بیٹ لے کر نہایت جوش و خروش سے دوڑتے۔ کپتان نے بہتیرا اشاروں سے منع کیا مگر وہ دو دفعہ گیند کو باؤنڈری لائن تک چھوڑنے گئے۔

ایک اوور میں بالر نے گیند ایسی کھینچ ماری کہ مرزا کے سر سے ایک آواز (اور منہ سے کئی) نکلی اور ٹوپی اُڑ کر وِکٹ کیپر کے قدموں میں جا پڑی۔ جب امپائر نے مرزا کو ٹوپی پہنانے کی کوشش کی تو وہ ایک انچ تنگ ہو چکی تھی۔

اِس کے باوجود مرزا خوب جم کر کھیلے اور ایسا جم کر کھیلے کہ اُن کی ٹیم کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ اِس کی تفصیل یہ ہے کہ جیسے ہی اُن کا ساتھی گیند پر ہِٹ لگاتا، ویسے ہی مرزا اُسے رن بنانے کی پُر زور دعوت دیتے اور جب وہ تین بٹے چار پِچ طے کر لیتا تو اُسے ڈانٹ ڈپٹ کر بلکہ ڈھکیل کر اپنے وکٹ کی جانب واپس بھیج دیتے۔ مگر اکثر یہی ہوا کہ گیند اس غریب سے پہلے وہاں پہنچ گئی اور وہ مفت میں رن آؤٹ ہو گیا۔ جب مرزا نے یکے بعد دیگرے اپنی ٹیم کے پانچ کھلاڑیوں اور کپتان کا اِسی طرح جلوس نکال دیا تو کپتان نے سختی سے تنبیہ کر دی کہ خبردار! اب مرزا کے علاوہ کوئی رن نہ بنائے۔

لیکن مرزا نے آخری وکٹ تک ایک بھی رن بنا کر نہیں دیا۔ اِس کے باوجود اُن کا اسکور اپنی ٹیم میں سب سے اچھا رہا، اس لیے کہ رن تو کسی اور نے بھی نہیں بنائے، مگر وہ سب آؤٹ ہو گئے۔ اِس کے برعکس مرزا خود کو بڑے فخر کے ساتھ 'زیرو ناٹ آؤٹ' بتاتے تھے۔

'ناٹ آؤٹ!' اور یہ بڑی بات ہے۔

(مشتاق احمد یوسفی)

© NCERT not to be republished

مشق

1۔ پڑھیے اور سمجھیے:

کلدار	:	ہندوستان میں رائج انگریزی حکومت کا سکّہ
انتظاماً	:	سوچ سمجھ کر
گوپھن	:	پتّھر پھینکنے کے لیے رسّی کا بنایا ہوا پھندا
ہم کنار ہونا	:	مِلنا، چھوٗ نا
پینترا	:	داوٗ پیچ، ترکیب
پاوٗں اُکھڑ جانا (محاورہ)	:	میدان چھوڑ دینا، میدان سے بھاگ جانا
پُر زور	:	زوردار، زور سے
یکے بعد دیگرے	:	ایک کے بعد دوسرا
جلوس نکالنا (محاورہ)	:	رسوا کرنا، بے عزت کرنا
تنبیہ کرنا	:	تاکید کرنا، خبردار کرنا
برعکس	:	الٹا، خلاف

2۔ سوچیے اور بتایئے:

1۔ بیٹنگ کرنے کے لیے کیا شرط رکھی گئی؟

2۔ مخالف ٹیم کا بالر کس طرح گیند پھینکتا تھا؟

3۔ مرزا نہایت جوش و خروش سے کب دوڑتے تھے؟

4۔ کپتان نے یہ تنبیہ کیوں کی کہ مرزا کے علاوہ کوئی رَن نہ بنائے؟

© NCERT not to be republished

5۔ مرزا کا اسکور اپنی ٹیم میں سب سے اچھا کیوں رہا؟

3۔ نیچے دی ہوئی خالی جگہوں کو بھریے:

1۔ پندرہ منٹ کے بعد یہ طے پایا کہ جو ٹیم ٹاس .... وہی بیٹنگ کرے۔

2۔ اس کی صورت دیکھ کر کبھی کبھی تو یہ شبہ ہوتا کہ .... پھینکے گا بھی یا نہیں۔

3۔ وہ اپنا .... ہتھیلی پر لیے پھر رہے تھے۔

4۔ جب امپائر نے مرزا کو ٹوپی پہنانے کی کوشش کی تو وہ ایک انچ .... ہو چکی تھی۔

5۔ لیکن مرزا نے آخری وکٹ تک .... رن بنا کر نہیں دیا۔

4۔ نیچے دیے ہوئے محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

جان ہتھیلی پر لیے پھرنا ٹل جانا پاؤں اکھڑ جانا جلوس نکالنا

5۔ ایک جملے میں جواب دیجیے اور خالی جگہوں میں لکھیے:

1۔ میچ دیر سے کیوں شروع ہوا؟

....

2۔ مرزا کی ٹوپی ایک انچ تنگ کیوں ہو گئی؟

....

3۔ مرزا بیٹ کو کس طرح گھما رہے تھے؟

....

6۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کے مُتضاد لکھیے۔

جیت دیر مخالف ٹیڑھا سختی غریب

© NCERT not to be republished

7۔ نیچے دی ہوئی ہر تصویر کے بارے میں دو دو جملے لکھیے:

....

....

....

....

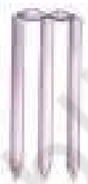

....

....

8۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کو ان کے صحیح خانوں میں لکھیے:

صفت	فعل

زرخیز	کھانا	گلدار	دیکھنا
چھوڑنا	ٹہلنا	بے ایمان	اکھڑنا
نکلنا	نالائق	دوڑنا	پُرفضا
جھوٹ	سنوارنا	صاف	پھرنا
لمبا	پھینکنا	خُشک	تیز

صفت	فعل

9۔ عملی کام:

☆ کرکٹ میچ کا آنکھوں دیکھا حال اپنی کاپی میں لکھیے۔

© NCERT not to be republished

سبق – 19

اے شریف انسانو!

خون اپنا ہو یا پرایا ہو
نسلِ آدم کا خون ہے آخر
جنگ مشرق میں ہو کہ مغرب میں
امنِ عالم کا خون ہے آخر

بم گھروں پر گریں کہ سرحد پر
روحِ تعمیر زخم کھاتی ہے
کھیت اپنے جلیں کہ اَوروں کے
زیست فاقوں سے تِلملاتی ہے

ٹینک آگے بڑھیں کہ پیچھے ہٹیں
کوکھ دھرتی کی بانجھ ہوتی ہے
فتح کا جشن ہو کہ ہار کا سوگ
زندگی میّتوں پہ روتی ہے

© NCERT not to be republished

جنگ تو خود ہی ایک مسئلہ ہے
جنگ کیا مسئلوں کا حل دے گی
آگ اور خون آج بخشے گی
بھوک اور احتیاج کل دے گی

اس لیے اے شریف انسانو!
جنگ ٹلتی رہے تو بہتر ہے
آپ اور ہم سبھی کے آنگن میں
شمع جلتی رہے تو بہتر ہے

(ساحرؔ لدھیانوی)

© NCERT not to be republished

مشق

1۔ پڑھیے اور سمجھیے:

نسلِ آدم	:	آدم کی اولاد
مشرق	:	پورب
مغرب	:	پچھّم
امن	:	سکون، چین
عالَم	:	دنیا

امنِ عالم : دنیا کا سکون

روحِ تعمیر : تعمیر کا جذبہ

زیست : زندگی

فاقوں : فاقہ کی جمع، کھانے سے محرومی، کھانا نہ ملنا

جشن : خوشی منانا

سوگ : ماتم

میّتوں : میت کی جمع، مردہ

احتیاج : ضرورت

2۔ سوچیے اور بتائیے:

1۔ شاعر نے کس عمل کو نسلِ آدم کا خون کہا ہے؟

2۔ گھروں یا سرحد پر بم گرنے سے کیا نقصانات ہوتے ہیں؟

3۔ شاعر نے جنگ کو مسئلہ کیوں کہا ہے؟

4۔ جنگ کو ٹالتے رہنے کا مشورہ کیوں دیا گیا ہے؟

3۔ نیچے دی ہوئی خالی جگہوں کو بھریے:

1۔ بم گھروں پر گریں کہ سرحد............ (پر/ سے/ میں)

2۔ فتح کا جشن ہو کہ............کا سوگ (مار/ ہار/ موت)

3۔ آگ اور خون آج...............گی (بخشے/ عطا کرے/ برسے)

4۔ جنگ...............رہے تو بہتر ہے (چلتی/ ٹلتی/ ہوتی)

5۔ شمع جلتی رہے تو...............ہے (بہتر/ بدتر/ کم تر)

© NCERT not to be republished

4۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

امن سرحد فتح شریف آدم

5۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کو خانوں کے مطابق لکھیے:

انسان روح کھیت سرحد بم زندگی آنگن شمع خون بھوک

مذکر					
مونث					

6۔ حصہ 'الف' اور 'ب' کے صحیح جوڑ ملائیے:

الف	ب
اپنا	مغرب
مشرق	سوگ
آگے	پرایا
جشن	امن
فتح	پیچھے
جنگ	ہار

7۔ غور کرنے کی بات:

☆ ”جنگ مشرق میں ہو کہ مغرب میں“ اس مصرعے میں ”کہ“ کے معنی ہیں ”یا“۔ اسی طرح درج ذیل مصرعوں میں بھی ”کہ“ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔

© NCERT not to be republished

بم گھروں پر گریں کہ سرحد پر
کھیت اپنے جلیں کہ اوروں کے
ٹینک آگے بڑھیں کہ پیچھے ہٹیں
فتح کا جَشن ہو کہ ہار کا سوگ

☆ شاعری میں ایسے بہت سے موقعے آتے ہیں جب کوئی لفظ اپنے اصل معنی کے بجائے دوسرے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے اس نظم کے دوسرے بند میں ''روحِ تعمیر'' سے مراد ہے ''تعمیر کا جذبہ'' جب کہ ''روح'' کے اصل معنی ہیں ''جان'' یا ''آتما''۔

8۔ عملی کام:

☆ امنِ عالم کی اہمیت پر ایک پیراگراف لکھیے۔

© NCERT not to be republished

صرف پڑھنے کے لیے

سبق – 20

جلوۂ دربارِ دہلی

سر میں شوق کا سودا دیکھا | دہلی کو ہم نے بھی جا دیکھا
جو کچھ دیکھا اچھّا دیکھا | کیا بتلائیں کیا کیا دیکھا

جمنا جی کے پاٹ کو دیکھا | اچھے سُتھرے گھاٹ کو دیکھا
سب سے اونچے لاٹ کو دیکھا | حضرت ڈیوک کناٹ کو دیکھا

پلٹن اور رسالے دیکھے | گورے دیکھے کالے دیکھے
سنگینیں اور بھالے دیکھے | بینڈ بجانے والے دیکھے

خیموں کا اک جنگل دیکھا | اِس جنگل میں منگل دیکھا
برمھا اور ورنگل دیکھا | عزت خواہوں کا دنگل دیکھا

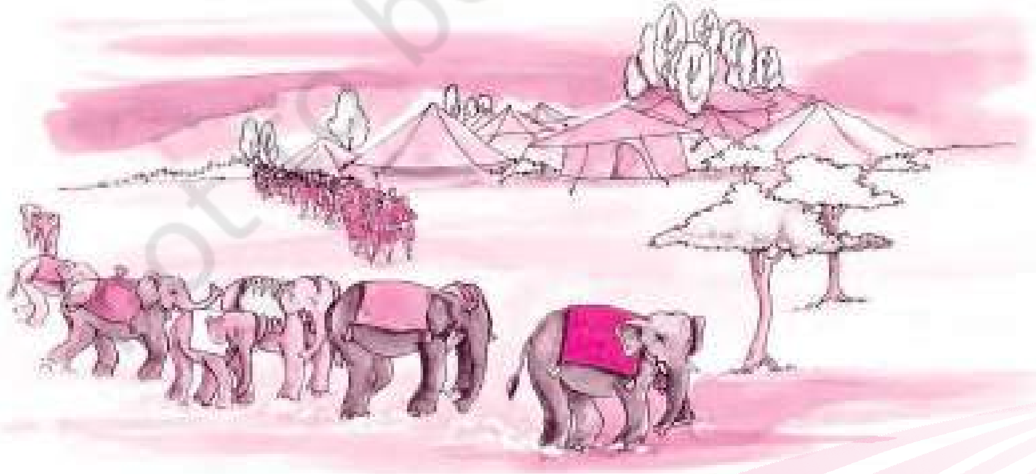

© NCERT not to be republished

سڑکیں تھیں ہر کمپ سے جاری
نور کی موجیں لمپ سے جاری

پانی تھا ہر پمپ سے جاری
تیزی تھی ہر جمپ سے جاری

کچھ چہروں پر مردی دیکھی
اچھی خاصی سردی دیکھی

کچھ چہروں پر زردی دیکھی
دل نے جو حالت کردی دیکھی

ڈالی میں نارنگی دیکھی
بے رنگی با رنگی دیکھی

محفل میں سارنگی دیکھی
دہر کی رنگا رنگی دیکھی

اچھے اچھوں کو بھٹکا دیکھا
منہ کو اگرچہ لٹکا دیکھا

بھیڑ میں کھاتے جھٹکا دیکھا
دل دربار سے اٹکا دیکھا

ہاتھی دیکھے بھاری بھرکم
زرّیں جھولیں نور کا عالم

ان کا چلنا کم کم تھم تھم
میلوں تک وہ چم چم چم چم

چوکی اک چولکّھی دیکھی
ہر سُو نعمت رکھی دیکھی

خوب ہی چکھی پکھی دیکھی
شہد اور دُودھ کی مکھی دیکھی

ایک کا حصہ منّ و سلوا
ایک کا حصّہ بھیڑ اور بلوا

ایک کا حصّہ تھوڑا حلوا
میرا حصّہ دوُر کا جلوا

(اکبرالہ آبادی)

نوٹ

© NCERT
not to be republished

نوٹ

© NCERT
not to be republished

نوٹ

© NCERT
not to be republished